۲۳ صلح ۱۳۴۳ ہش | ۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ | ۲۳ جنوری ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۱ جنوری: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل ربوہ ۱۸ جنوری کی شائع شدہ ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ رات نیند آگئی تھی اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں خاص توجہ اور التزام کے ساتھ اپنے محبوب آقا کے لئے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان: گذشتہ جمعہ کے روز ۱۷ صلح ۴۳ سے رمضان شریف کا آغاز ہوا۔ مقامی طور پر نظارت تعلیم و تربیت کے زیر اہتمام نماز تراویح۔ درس القرآن اور درس الحدیث کا باقاعدہ انتظام کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ سب کو رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

قادیان ۲۱ جنوری: محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مع بیگم صاحبہ صاحبزادیوں کے بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں حضرت بیگم صاحبہ کی طبیعت بعارضہ زکام اور ناک کی بندش کی تکلیف سے ناساز چلی آرہی ہے بلکہ گذشتہ تین روز سے زیادہ تکلیف ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ موصوفہ کو جلد شفا کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

افغان ڈیلیگیٹس کی قادیان میں تشریف آوری

افغان بھائیوں نے قادیان کے مقامات مقدسہ کی زیارت کی اور نمازوں اور درس القرآن میں شامل ہوئے!

قادیان ۲۰ جنوری۔ کل اور پرسوں دو دن قادیان میں مقیم درویشان نے سنئے سال کا دوسرا روحانی تحفہ دیکھ کر غیر معمولی مسرت حاصل کی اور ان کے ایمانوں کو تازگی حاصل ہوئی جبکہ دُور دراز کے علاقہ افغانستان سے نو افراد پر مشتمل افغان بھائیوں کا ایک سرکاری وفد قادیان وارد ہوا۔ اراکین وفد نے قادیان کے مقدس مقامات کی زیارت کی اور نمازوں اور درس القرآن میں شامل ہو کر مسرور ہوئے۔ اس طرح افغان بھائیوں کے ذریعہ حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی

یاتیک من کل فج عمیق
ویاتون من کل فج عمیق

ایک بار پھر پوری ہو کر آپ کی صداقت اور مومنین کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئی۔!!

جناب عبد الکریم خان صاحب اسسٹنٹ ڈائریکٹر فنیشل ٹریننگ رورل ڈویلپمنٹ کابل کی قیادت میں نو تعلیم یافتہ اراکین پر مشتمل افغان بھائیوں کا ایک وفد پنجاب کے کوآپریٹو سسٹم کے مطالعہ کے لئے صوبہ کے مختلف مقامات مثلاً لدھیانہ۔ جالندھر اور چنڈی گڑھ وغیرہ سے ہوتے ہوئے قادیان وارد ہوا تھا۔ وفد پروگرام کے مطابق ۴۴ روز کے دورہ کے بعد اپنے ملک کو واپس جائے گا۔

اس پارٹی کو ریسیو کرنے اور پنجاب کی کوآپریٹو Cooperative کا مطالعہ کروانے کے لئے چنڈی گڑھ سے سٹری نریندر سنگھ صاحب پال کوآپریٹو آفیسر کے ہمراہ محکمہ کے بعض دیگر کارکن بھی تھے۔

پرسوں ۱۸ جنوری کو جماعت کی طرف سے محترم امیر صاحب مقامی کی دعوت پر افغان وفد کے تمام ممبران نماز ظہر کے قریب ہمارے ایریا میں تشریف لائے اور مسجد اقصیٰ میں نماز ظہر با جماعت ادا کرنے کے بعد تمام ممبران نے پورا وقت قرآن مجید کا درس سنا۔ جو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب دے رہے تھے۔ اور نماز ظہر سے نماز عصر تک جاری رہا۔ درس القرآن ختم ہونے کے بعد جملہ اراکین وفد عصر کی نماز با جماعت میں شامل ہوئے۔ بعدہ سب نے منارۃ المسیح مسجد مبارک اور بہشتی مقبرہ کی زیارت کی۔ نیز مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دعا بھی کی۔

مسجد اقصیٰ میں درس القرآن کے اختتام پر وفد نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور وفد کے لیڈر جناب عبد الکریم خان صاحب نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں ایک ایسی جگہ پر آنے کا موقعہ ملا کہ جہاں ہمارے مسلمان بھائی آباد ہیں۔ اور پھر ایسے وقت میں جبکہ اراکین وفد کو علاوہ دو وقت کی نماز با جماعت میں شمولیت اور محترم صاحبزادہ صاحب کے درس القرآن سننے کی بھی سعادت حاصل ہوئی!!

چونکہ وفد کے جملہ ممبران نے روزہ رکھا ہوا تھا اور سرکاری طور پر سب کا قیام قادیان کے ریسٹ ہاؤس میں تھا جہاں کے شام کے کھانے کا انتظام تھا اس لئے انہوں نے ہماری طرف سے وفد کو کھانے کی دعوت پر اگلے روز یعنی ۱۹ جنوری کی شام کو ہماری ہاں افطاری اور شام کے کھانے کی دعوت کو بخوشی قبول فرمایا۔

اس موقعہ پر وفد کے ممبران کو جماعتی معلومات بھی بہم پہنچائی گئیں مقبرہ بہشتی میں صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی عبد الرحمان صاحب رضی اللہ عنہ جو کابل میں شہید ہوئے تھے کے واقعات بتائے گئے۔ قادیان میں مقیم ہمارے دو درویش مکرم عبد اللہ خان صاحب افغان اور مکرم بشیر احمد خان صاحب افغان جو اپنا آبائی تعلق افغانستان سے رکھتے ہیں سے افغان وفد کے اراکین اپنی ملکی زبان پشتو میں باتیں کر کے بہت خوش ہوئے۔ اسی طرح مکرم چوہدری عبد الحق صاحب معاون ناظر اعلیٰ بھی وفد کے ہمراہ رہے۔ کیونکہ موصوف بھی پشتو جانتے ہیں اور اس زبان میں بخوبی گفتگو کر لیتے ہیں۔ اس لئے آپ کو بھی اراکین وفد کو مقامات مقدسہ کی زیارت اور جماعتی تعارف کرانے کی سعادت حاصل رہی۔ ایک موقعہ پر آپ نے اور مکرم عطاء الرحمٰن صاحب عباسی نے معزز مہمانان کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام مشتمل بر نعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوش الحانی سے سنا کر محظوظ کیا۔

حسب پروگرام مورخہ ۱۹ صلح ۴۳ کو مغرب کے وقت جملہ اراکین وفد نے مہمان خانہ میں افطاری کی۔ نماز مغرب مسجد مبارک میں ادا کی۔ جس کے بعد تمام ممبران وفد اور چنڈی گڑھ سے آمدہ دیگر مہمانان نے مہمان خانہ میں شام کا کھانا تناول فرمایا۔ کھانے کے بعد وفد کے جملہ ممبران نے نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں جماعت ادا کی اور رمضان شریف کی وجہ سے اس کے بعد نماز تراویح ادا کی جاتی ہے اس لئے اراکین وفد نماز تراویح کی پہلی دو رکعت میں شامل ہوئے۔ اس طرح پر رات کے ساڑھے آٹھ بجے احمدیہ محلہ سے اپنی قیام گاہ سرکاری ریسٹ ہاؤس میں واپس تشریف لے گئے۔

مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال تمام وقت ممبران وفد کے ساتھ رہ کر انہیں زیارت کرواتے رہے اور زبانی تبلیغ کی جاتی رہی۔ علاوہ زبانی طور پر جماعت احمدیہ کا تعارف کرانے کے اس موقعہ پر جماعت کی طرف سے وفد کے لیڈر کی خدمت میں دیباچہ قرآن کریم انگریزی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب حضور کے اردو فارسی منظوم کلام درثمین اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کتاب دعوۃ الامیر جو امیر امان اللہ خان امیر کابل کو دینے کے لئے لکھی گئی تھی! نیز فارسی میں سلسلہ کا دیگر لٹریچر بطور تحفہ پیش کیا گیا۔

روانگی سے قبل وفد کے لیڈر جناب عبد الکریم خان صاحب نے تمام دوستوں کی خدمت میں اپنا پر تپاک سلام پہنچانے اور مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرنے کا پیغام دیا۔ اور اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ وہ اپنی دلی خواہش کے باوجود ہمارے پاس زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکے۔ الحمد للہ کہ افغان وفد کے تمام اراکین بفضلہ تعالیٰ بہت اچھا اثر لے کر گئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۶۴ء

بدقسمت یرغمال!

حضرت بل سری نگر کی درگاہ سے موئے مبارک کی چوری بلاشبہ ایک افسوسناک سانحہ تھا لیکن اس کے تعاقب میں جو کچھ پاک و ہند میں رونما ہوا ہے وہ ایک لرزہ انگیز داستان ہے۔ اور ان روح فرسا واقعات کو دیکھ کر انسانیت کے جھنڈے مارے شرم کے سرنگوں ہو گئے ہیں۔

انسان کی یہ ایک عجیب حالت ہے کہ جب وہ انسانیت کا جامہ تار تار کر دیتا ہے اور اپنے افعال شنیعہ سے وہ ایک سفلی مخلوق بن جاتا ہے تو اپنے ان افعال کو وہ "بہیمیت" کا نام دیتا ہے۔ حالانکہ دنیا کی تاریخ میں آج تک جو تباہی اس حضرت انسان نے مچائی ہے جنگلی درندوں نے اس کا عشر عشیر بھی نہیں مچائی۔ لیکن چونکہ حضرت انسان کو درندوں کی طرف سے کسی تردید کا خوف نہیں ہوتا اس لئے وہ اپنی ننگ انسانیت کارستانیوں کو "بہیمیت" کہہ کر بری الذمہ ہونے کی ناکام اور ناپاک کوشش کرتا ہے۔

جن لوگوں نے درندوں کا شکار کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جب کبھی کسی آدم خور شیر یا کسی جنگلی درندے نے انسانی خون چکھا تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ اس نے چند درجن انسانوں کو ہلاک کر دیا۔ اور پھر خود گولی کا نشانہ بن کر اس قصہ کو ختم کر گیا لیکن جب شہری درندے انسانیت کا لبادہ اتار کر اپنے ہی نوع پر پل پڑے تو سینکڑوں اور ہزاروں کا صفایا ہی ہو گیا۔ اور تعداد لاکھوں ہی تک جا پہنچی۔

جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہیں موئے مبارک کی چوری بلاشبہ ایک افسوسناک اور شرمناک حرکت تھی اور جس نے بھی یہ حرکت کی ہے ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے کیفر کردار کو ضرور پہنچے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم بے خوف و خطر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس چوری میں کلکتہ اور مشرقی بنگال کے بے گناہ شہریوں کا قطعاً کوئی ہاتھ نہ تھا۔ ان بے چاروں کی اکثریت نے جو ظلم و ستم روا رکھا اس کا کوئی دور کا جواز بھی پیدا نہ ہوتا تھا۔ واقعہ صرف اس قدر تھا کہ حضرت بل سری نگر کی درگاہ سے موئے مبارک چوری ہو گیا۔ یہ چوری خواہ کسی ہندو نے کی یا مسلمان نے یا کسی سکھ نے کی یا عیسائی نے۔ وہ بہرحال کوئی چور تھا۔ اور چور کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ اس کا مذہب چوری ہوتا ہے۔ ورنہ کسی مذہب کی رو سے تو چوری کرنا جائز ہی نہیں ٹھہرتا۔ لہٰذا وہ چور کوئی بھی ہو۔ اور بے شک اور ... وہ کسی مذہب سے بھی منسوب ہو ... اصل واقعہ اور ...

کہ وہ چور مشرقی بنگال کا باشندہ نہ تھا۔ اور اگر ہم بطور تنزل یہ تسلیم کر لیں کہ وہ چور مشرقی بنگال کا تھا۔ اور پھر محالاً یہ بھی فرض کر لیں کہ وہ ہندو تھا تو کیا کسی ایک فرد کے جرم میں اس کی ساری قوم کو ہدف ظلم و ستم بنا لینا جائز ہے؟ کیا دنیا کا کوئی قانون اسے جائز قرار دیتا ہے۔ کیا دنیا کے کسی مذہب کی شریعت میں اس کو مستحسن قرار دیا جا سکتا ہے؟

ہم ابھی تک مشرقی بنگال کی ہندو اقلیت پر روا رکھے جانے والے ظلم و ستم کے ماتم سے ہی فارغ نہ ہونے پائے تھے کہ مغربی بنگال میں کلکتہ اور دوسرے مقامات پر شہری درندے اپنے ناخن اور دانت تیز کر کے نکل کھڑے ہوئے اور بزعم خود وہاں کی اقلیت پر عرصہ حیات تنگ کر کے انہوں نے اپنی طرف سے ایک بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا۔ اور یہ سمجھ لیا کہ ہم نے برابر کا بدلہ چکا لیا ہے۔ اور حساب بیباق کر لیا ہے۔

اخبارات میں جو خبریں دونوں بنگالوں میں اس قسم کے غیر انسانی ہنگاموں کے متعلق شائع ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں بے گناہ انسان مذہبی عصبیت کا شکار ہوئے اور کروڑوں روپے کی املاک کا نقصان ہوا۔ اور اس طرح وہ افسوسناک واقعہ جو ہندوستان کے انتہائی شمالی حصے میں رونما ہوا تھا اس کے شعلے بنگال کے دونوں حصوں میں بھڑک اٹھے۔ اور ہزاروں ہزار انسانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا کر روا رکھا گیا۔

ان شرمناک واقعات پر پاک و ہند کے شرفاء جس قدر ماتم کریں کم ہے لیکن ان واقعات کا ایک نہایت شرمناک پہلو یہ بھی ہے کہ جب فرقہ وارانہ فسادات کی یہ آگ سرد ہو جائے گی تو دونوں حکومتیں بڑے آرام کے ساتھ اپنی عظیم الشان تحقیقات کا یہ نتیجہ شائع کر دیں گی کہ "یہ کارستانی غنڈوں کی تھی"۔

لیکن وہ غنڈے جو ان ہنگاموں کے لئے ذمہ دار ہیں بدستور دونوں ملکوں میں دندناتے پھرتے رہیں گے اور کوئی انہیں یہ نہ پوچھے گا کہ تمہارے منہ میں کتنے دانت ہیں۔ جو لوگ مشرقی اور مغربی بنگال میں ان فسادات کا شکار ہوئے ہیں۔ وہ تو راتوں رات کنگال ہو چکے ہوں گے اور جنہوں نے مذہب کے نام پر لوٹ مار میں حصہ لیا ہے انہوں نے راتوں رات اپنے گھر مال و اسباب سے بھر لئے ہوں گے۔ اور دونوں حکومتوں کی بیچارگی کا نقطہ انجام یہی ہو گا کہ "یہ کارستانی غنڈوں کی تھی"۔

اور یہ سوال دونوں حکومتوں کے لئے جیتے جی

لئے حل کرنا باقی رہ جائیگا کہ کیا ان کی تعزیرات میں غنڈوں کیلئے کوئی دفعہ موجود نہیں ہے جو ان کی بے راہ روی کو روک سکے۔ اور وہ جو آئے دن اپنے اپنے ملک کی بدنامی کا باعث ہوتے رہتے ہیں۔ اس کا تدارک ہو سکے۔

ہم نہایت افسوس کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آج دونوں ملکوں کی اقلیتیں محض یرغمال بن کر رہ گئی ہیں۔ اور جب کبھی اکثریت کی مذہبی عصبیت میں ابال آتا ہے تو وہ اقلیت پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ اور ان کے امن سکون اور ارمانوں و امید کو تار تار کر دیتی ہیں۔ آہ بدقسمت یرغمال!!

(ف۔ د۔ گ)

رمضان شریف کے سلسلہ میں

قادیان میں نماز تراویح اور درس القرآن و حدیث کا انتظام

قادیان ۱۷ر جنوری جمعہ کے روز رمضان شریف کا پہلا روزہ تھا۔ اس سلسلہ میں حسب سابق نظارت تعلیم و تربیت کے زیر اہتمام قادیان کی ہر دو مرکزی مساجد میں رات کے وقت نماز تراویح کا انتظام کیا گیا ہے۔ چنانچہ مسجد اقصیٰ میں بعد نماز عشاء مکرم حافظ الہ دین صاحب اور مسجد مبارک میں بوقت سحر مکرم حافظ سخاوت علی صاحب نماز تراویح پڑھا رہے ہیں اسی طرح قدیمی روایات کے مطابق نماز ظہر و عصر کے درمیان قرآن کریم کا درس بھی مسجد اقصیٰ میں جاری ہے۔ جہاں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب درس دے رہے ہیں اور حسب پروگرام دوسرے علماء بھی اپنے اپنے وقت پر اس کی سعادت حاصل کریں گے۔

نیز نماز فجر کے بعد ہر دو مساجد میں بخاری شریف کا درس بھی جاری ہے۔ چنانچہ مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اور مسجد اقصیٰ میں مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری درس دے رہے ہیں۔ باوجود سخت سردی کے مقامی احباب نماز تراویح اور دونوں وقتوں کے درسوں میں ذوق شوق سے شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل فرمائے اور دینی اور دنیوی نعمتوں سے وافر حصہ عطا کرے اور جماعت کو تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

جماعتہائے احمدیہ کے جملہ بھائیوں اور بہنوں کے نام

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا پیغام

"رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں دعائے خاص کی التجا"

ربوہ — حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی آج مورخہ ۲ر رمضان المبارک کی صبح کو ربوہ سے لاہور تشریف لے جا رہی ہیں روانگی سے قبل آپ نے جماعت ہائے احمدیہ کے جملہ بھائیوں اور بہنوں کے نام حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا ہے:-

تمام احباب جماعت کیلئے بعد السلام علیکم یہ پیغام ہے کہ تمام بھائی بہن مجھ کو دعا میں برابر یاد رکھتی ہوں اور لکھنے والے اور نہ لکھنے والے سب کے تمام مقاصد دینی و دنیوی روحانی جسمانی حسنات و برکات کے حاصل ہونے کی دعا کرتی ہوں ہمیشہ۔ ماہ رمضان المبارک شروع ہے سب دور و نزدیک کے بھائی بہنوں اور اصحاب و درویشان سے ان ایام میں اپنے لئے اور اپنی اولادوں کے لئے دعائے خاص کی التجا ہے جس طرح میرا دل بفضلہ تعالیٰ سب کو یاد رکھتا ہے وہ بھی مجھے اور میری اولادوں کو نہ بھولیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

والسلام مبارکہ

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرمی راجہ محمود احمد صاحب راہی۔ احمدی آف دھوم سال مینڈھر پونچھ کشمیر جو کہ ایک مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں کچھ عرصہ سے مالی مشکلات میں مبتلا ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مجھے خدمت دین کا بیحد شوق ہے مگر میری اس راہ میں مالی مشکلات حائل ہیں۔ بزرگان جماعت اور درویشان کرام سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انکی دینی خدمات کی راہ میں جو مشکلات ہیں دور کرکے ان کو خادم دین بنائے۔

خاکسار حکیم محمد سعید مبلغ سلسلہ
حال قادیان

۲۔ خاکسار ان دنوں مالی مشکلات میں ہے اس لئے احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے میری مشکلات دور فرمائے نیز میری اولاد کو خادم دین بنائے۔

خاکسار
محمد دین باربر مسلم بازار صدر جھنگ

خطبہ جمعہ

رمضان کے مبارک ایام خصوصیت سے روحانی برکات حاصل کرنیکے دن ہیں

ان ایام میں دوست اپنی سُستیوں اور کوتاہیوں کو دور کرنیکی خاص کوشش کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ر مارچ سنہ ۱۹۲۶ء

حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حسب ذیل آیات پڑھیں:۔

قالت الاعراب اٰمنّا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئًا ان اللہ غفور رحیم۔ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصّٰدقون ۝ قل اتعلّمون اللہ بدینکم ط واللہ یعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ط واللہ بکل شیءٍ علیم ۝ یمنّون علیک ان اسلموا قل لا تمنّوا علیّ اسلامکم بل اللہ یمنّ علیکم ان ھدٰکم للایمان ان کنتم صٰدقین ۝ ان اللہ یعلم غیب السمٰوٰت والارض واللہ بصیر بما تعملون ۝

(۴۹ - ۱۴ تا ۱۸)

پھر فرمایا۔

یہ مہینہ وہ

مبارک مہینہ

ہے جس میں قرآن کریم کے نزول کی ابتداء بتائی جاتی ہے۔ اور جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دوبارہ سارے کا سارا قرآن جتنا نازل ہو چکا ہوتا جبریل کے ذریعہ نازل ہوتا تھا۔ گویا یہ مہینہ قرآن کریم سے خاص خصوصیت رکھتا ہے پس اس مہینہ کا ادب و احترام ہر انسان کے لئے ضروری ہے اور ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ ان ایام کو خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت خرچ کرے۔

دیکھو بعض اوقات بعض فرائض اور بعض ذمہ داریاں ہمیشہ ہی انسان کے ساتھ لگی رہتی ہیں لیکن ان کے ظہور کے

خاص اوقات

بھی ہوتے ہیں۔ ماں باپ کا ادب کرنا ہمیشہ ہی انسان کا فرض ہے اور ماں باپ سے محبت کرنا ہمیشہ ہی بچہ کے لئے ضروری ہے لیکن یہ بات فطرتاً انسانوں میں پائی جاتی ہے اور جو کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتی یہی ہر وقت انسانوں میں یکساں طور پر نہیں پائی جاتی۔ ایک باپ یا ماں جب بچے کے سامنے ہوتی ہے اس وقت جو ادب اور محبت بچہ کے دل میں پیدا ہوتی ہے وہ ہر وقت نہیں ہوتی وہ ادب جو اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب ماں باپ سامنے ہوتے ہیں اور وہ محبت جو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ماں باپ پاس ہوں وہ اور رنگ کی ہوتی ہے اور جب وہ سامنے نہ ہوں اس وقت ادب اور محبت اور رنگ کی ہوتی ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ دوسرے وقت میں

ماں باپ کی محبت اور ادب

نہیں ہوتا۔ ہوتا ہے لیکن یہ قدرتی بات ہے کہ جب ماں باپ سامنے ہوں تو ان کی محبت اور ادب زیادہ ہو۔ پس یہی حال اللہ تعالیٰ کے تعلق کا ہے۔ ہر وقت بندہ پر

خدا تعالیٰ کی اطاعت

فرض ہے۔ لیکن بعض دن ایسے ہوتے ہیں جن میں خدا تعالیٰ اسی طرح بندہ کے قریب ہو جاتا ہے جس طرح ماں باپ بچہ کے سامنے آجاتے ہیں ان دنوں میں بندہ کو اطاعت اور فرمانبرداری بھی اسی طرح زیادتی کرنی چاہیئے جس طرح ماں باپ کے سامنے آنے سے ان کے ادب اور محبت میں زیادتی ہوتی ہے۔ آخر ایک زمانہ تو بندہ پر کبھی نہ آئے گا کہ خدا تعالیٰ کو ان مادی آنکھوں سے دیکھ سکے۔ خدا خدا ہی ہے۔ اور بندہ بندہ ہی۔ جب انسان ان آنکھوں سے خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق کو بھی نہیں دیکھ سکتا تو خدا تعالیٰ کو کہاں دیکھ سکے گا۔ پس انسان خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے جسمانی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکے گا۔ ہاں روحانی آنکھوں سے دیکھے گا۔ اور اسی میں ترقی کرتا جائے گا۔ اب اگر کوئی یہ سمجھے چونکہ

خدا تعالیٰ کی جسمانی رویت

حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے وہ کیفیت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے جو ماں باپ کے سامنے آنے سے اس کے دل میں ان کی محبت اور ادب کے متعلق پیدا ہوتی ہے تو وہ نادان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رویت

روحانی آنکھوں سے ہی حاصل ہو سکتی ہے اور اس سے ایسا ہی تغیر انسان میں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ماں باپ کی جسمانی آنکھوں کے ساتھ دیکھنے سے۔ اور اگر کوئی انسان روحانی آنکھوں سے خدا کو نہیں بھی دیکھ سکتا تو بھی اس میں تغیر پیدا ہونا چاہیئے۔ دیکھو آخر

ایک نابینا

کے دل میں بھی ماں باپ کی محبت اور ادب کا جوش پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ ایک نابینا بچہ کبھی ماں باپ کو نہیں دیکھ سکتا لیکن جب اسے ان کی آواز آتی ہے یا دوسروں سے سنتا ہے کہ ماں باپ پاس بیٹھے ہیں تو کیا اس کے دل میں ویسی ہی محبت جوش نہیں مارتی جیسی آنکھوں سے ماں باپ کو دیکھنے والے کے دل میں جوش مارتی ہے۔ پس وہ شخص جسے یہ مقام حاصل نہیں کہ روحانی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کو دیکھ سکے۔ اسے یہ مقام تو حاصل ہے کہ دوسروں سے خدا تعالیٰ کے متعلق سن سکے۔ اس لئے یہ کہنا کوئی بے جا نہ ہوگا کہ اگر کسی میں

ادنےٰ سے ادنےٰ درجہ کا ایمان

ہو تو بھی رمضان کے ایام میں اس کے دل میں وہی کیفیت پیدا ہونی چاہیئے۔ جو روحانی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کو دیکھنے والے کے قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ اور جو ایسی ہی کیفیت ہے جیسی بچہ کے سامنے ماں باپ کے آنے پر اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ پس میں اپنی جماعت کو ان ایام کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان میں دوسرے ایام کی نسبت

دینی احکام کا ادب اور احترام

بہت زیادہ کریں اور ان میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دوسرے ایام کی نسبت بڑھ جائیں۔

دیکھو

رمضان کے روزوں کی غرض

کسی کو بھوکا یا پیاسا مارنا نہیں ہے۔ اگر بھوکا مرنے سے جنت مل سکتی تو میں سمجھتا ہوں کہ کافر سے کافر اور منافق سے منافق لوگ بھی اس کے لینے کے لئے تیار ہو جاتے۔ کیونکہ بھوکا پیاسا مر جانا کوئی مشکل بات نہیں۔ درحقیقت مشکل بات

اخلاقی اور روحانی تبدیلی

ہے۔ لوگ بھوکے تو معمولی معمولی باتوں پر رہنے لگ جاتے ہیں۔ قید خانوں میں جاتے ہیں۔ تو بعض لوگ سٹرائک شروع کر دیتے ہیں اور برہمنوں کا تو یہ مشہور حیلہ چلا آتا ہے کہ جب لوگ ان کی بات نہ مانیں تو کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ پس بھوکا رہنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اور نہ یہ رمضان کی غرض ہے

رمضان کی اصل غرض

یہ ہے کہ اس ماہ میں انسان خدا تعالیٰ کے لئے ہر ایک چیز چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ اس کا بھوکا رہنا علامت اور نشان ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ ہر ایک حق کو خدا کے لئے چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔ کھانا پینا انسان کا حق ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات اس کا حق ہے۔ اس لئے جو شخص ان باتوں کو چھوڑتا ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے لئے

اپنا حق چھوڑنے کے لئے تیار

ہوں۔ اپنا حق کا چھوڑنا تو بہت ادنےٰ بات ہے۔ اور کسی مومن سے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی کا حق مارے۔ مومن سے جس بات کی امید کی جا سکتی ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے

کی رضا کے لیئے اپنا حق کبھی چھوڑ دیے لیکن اگر رمضان آئے اور یونہی گزر جائے اور ہم یہی کہتے رہیں کہ ہم اپنا حق کسی دوسرے کو چھوڑ رہیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم نے رمضان سے کچھ حاصل نہ کیا۔ کیونکہ رمضان ہی تو اس کے لئے آیا تھا کہ خدا کی رضا کے لئے اپنے اپنے حقوق بھی چھوڑ دینے چاہئیں جب تک یہ بات پیدا نہ ہو کوئی یہ دعوے کرنے کا مستحق نہیں ہے کہ وہ ایمان لایا اور اس نے

رمضان سے کچھ فائدہ

اٹھایا۔ زبانی دعوی کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ بہت لوگ ہوتے ہیں جو بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو رہ جاتے ہیں۔ اس قسم کا دعویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ وہی دعویٰ

حقیقت میں دعویٰ

کہلانے کا مستحق ہوتا ہے جس کے ساتھ عمل بھی ہو۔ اور ایسا ایک دعویٰ جس کے ساتھ عمل ہو۔ قربانی ہو۔ اخلاص ہو۔ ہزار دعوؤں سے بڑھ کر ہوتا ہے جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ بھلا بتاؤ۔ کو کبھی دنیا میں کسی کی قدر و قیمت ہوتی ہے۔ اس شخص کی جو تھیٹر کے تماشا میں بادشاہ بنتا ہے یا اس کی جو تیس چالیس روپیہ کا کہیں ملازم ہوتا ہے صاف بات ہے کہ ایسے بادشاہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ وہ بڑے سے بڑے دعوے کرتا ہے مگر اس کے مقابلہ میں ایک معمولی کلرک کی زیادہ عزت ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ وہ دعوے تو کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں مگر بادشاہ چھوڑ معمولی افسر بھی نہیں ہوتا۔ اس کے مقابلہ میں دوسرا گورنر ہونے کا بھی دعوے نہیں کرتا بلکہ کلرک یا ہیڈ کلرک سوڈیڑھ سو روپیہ تنخواہ کا ہوتا ہے۔ مگر اس کا دعوے زیادہ احترام کے قابل ہوتا ہے کیونکہ اس میں حقیقت ہوتی ہے۔

اللہ تعالے ان آیات میں جو میں نے ابھی پڑھی ہیں فرماتا ہے۔ قالت الاعراب آمنا۔ کچھ عرب ہوں میں سے ایسے لوگ ہیں۔ کچھ قبائل کے لوگ ہیں جو کہتے ہیں،

ہم ایمان لائے

فی الواقعہ ظاہر میں وہ ایمان لائے۔ اپنے عزیز و دل اور رشتہ داروں سے اس دین کی خاطر علیحدہ ہو گئے کہ وہ مسلمان ہو گئے۔ کئی باتوں میں اسلام کا رنگ ان میں پایا گیا وہ نمازیں پڑھتے روزے رکھتے زکوٰۃ دیتے تھے۔ گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انہوں نے زکوٰۃ دینے اور باجماعت نماز پڑھنے سے انکار کر دیا تھا مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سب اعمال بجا لاتے تھے باوجود اس کے خدا تعالے فرماتا ہے قل لم تؤمنوا۔ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ان سے کہہ دے

تم ہرگز ایمان نہیں لائے

کیونکہ ایمان لانے کے لئے صرف منہ سے کہہ دینا کافی نہیں۔

یہ ان لوگوں کو کہا گیا ہے جو نمازیں پڑھنے والے زکوٰۃ دینے والے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا دم بھرنے والے۔ اسلام لانے کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں سے تعلق قطع کرنے والے تھے۔ پھر کیوں ان کے متعلق یہ فرمایا۔ ظاہر احکام تو انہوں نے ماننے شروع کر دیئے تھے۔ اگر نماز پڑھنے سے کوئی مومن ہو سکتا ہے تو وہ نمازیں پڑھتے تھے۔ اگر روزہ رکھنے سے کوئی مومن ہو سکتا ہے تو وہ روزے بھی رکھتے تھے۔ اگر حج کرنے سے کوئی مومن ہو سکتا ہے تو وہ حج کرنے کے بھی تیار تھے اور کرتے تھے۔ اگر زکوٰۃ دینے سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے تو وہ یہ بھی دیتے تھے۔ پھر

وہ کیا چیز تھی

جس کے نہ ہونے کی وجہ سے خدا تعالے فرماتا ہے۔ یہ ایمان نہیں لائے بلکہ یہ کہیں ولکن قولوا اسلمنا ہم نے

بات مان لی

ہے۔

اب کوئی کہے یہ عجیب بات ہے ایمان لانے اور مان لینے میں کیا فرق ہے۔ اللہ تعالے نے کہا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ کہ نمازیں پڑھو۔ انہوں نے کہا بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا۔ اپنے مال سے زکوٰۃ دیا کرو۔ کسی مال پر چالیسواں حصہ اور کسی پر دسواں حصہ، انہوں نے کہا یہ بھی منظور ہے۔ اس طرح جب جہاد کے متعلق حکم دیا گیا اس کی بھی انہوں نے تعمیل کی کئی لڑائیوں میں شامل ہوئے۔ ورثہ کے متعلق جو احکام دیئے گئے ان کو بھی انہوں نے مانا۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ نماز پڑھتے روزے رکھتے زکوٰۃ دیتے اور دیگر تمام احکام مانتے تھے۔ پھر ان کے متعلق کہا گیا ہے قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا۔ تم یہ کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے۔ مگر

ایمان کا نام نہ لو

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی چیز تھی جو ان سے رہ گئی تھی۔ اور کس وجہ سے خدا تعالے نے کہا کہ یہ نہ کہو ایمان لائے۔ بلکہ یہاں تک فرمایا ہے ولما یدخل الایمان فی قلوبکم کہ ایمان تو ان کے قلوب میں داخل ہی نہیں ہوا۔ تم سب کچھ کرتے ہو۔ سارے احکام کی تعمیل کرتے ہو۔ مگر باوجود اس کے تمہارے

دلوں میں ایمان

داخل نہیں ہوا۔

اب سوال ہوتا ہے وہ کونسی چیز تھی جس کی وجہ سے ایمان ان کے دلوں میں داخل ہو جاتا اور وہ ان کے پاس نہ تھی۔ اور کیوں باوجود اس کے کہ وہ نمازیں پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے۔ حج کرتے تھے۔ زکوٰۃ دیتے تھے۔ خدا تعالے نے فرمایا۔ ابھی تم اطاعت اللہ اور اطاعت رسول میں داخل نہیں ہوئے۔ بے شک تم سب باتیں مانتے ہو۔ کیونکہ خدا تعالے فرماتا ہے۔ تم یہ کہہ سکتے ہو۔ اسلمنا۔ اسلام لے آئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ

ظاہری اطاعت

کرتے تھے۔ کیونکہ اگر ظاہری اطاعت نہ کرتے تو خدا تعالے یہ نہ کہتا کہ تم کہہ سکتے ہو۔ ہم اسلام لائے۔ پھر اس کے ہوتے ہوئے کیوں کہا جاتا ہے۔ تم مطیع نہیں ہو۔ اور تم ایمان نہیں لائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری اطاعت اور چیز ہے اور ایمان اور چیز۔ کیونکہ ان کے ظاہری فرمانبردار ہوتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان نہیں لائے۔ خدا تعالے فرماتا ہے وان تطیعوا اللہ ورسولہ لایلتکم من اعمالکم۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے

اعمال میں کمی

نہیں کی جائے گی۔

یہ جواب ان باتوں کا ہے جو پیچھے بیان ہوئی ہیں۔ اور جہاں یہ فرمایا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائے۔ گو کہتے یہ تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ سب احکام مانتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب میں ایمان اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پیدا ہو جاتے۔ ان کے ایمان میں کمی نہیں ہوتی۔ چونکہ اعراب کو یہ بات حاصل نہیں اس لئے معلوم ہوا کہ ان میں

حقیقی ایمان

نہیں ہے۔

اب دیکھو یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کس طرح پوری ہوئی یعنی لوگوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کہہ دیا کہ اب ہم زکوٰۃ نہیں دیتے۔ یہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دینے کا حکم تھا۔ اور باجماعت نماز پڑھنے میں سست ہو گئے۔ خدا تعالے فرماتا ہے۔ بے شک اب تم نمازیں پڑھتے ہو۔ زکوٰۃ اور چندہ دیتے ہو۔ مگر ایک وقت آئے گا جب ان میں کمی واقع ہو جائے گی۔ یہ بات ایک

مومن کے اعمال

میں کبھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ لا یدخل کے تشریح میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کسی کے دل میں ذرا بھی ایمان داخل ہو جاتے یعنی جب ایمان ہی رکھتا ہو۔ سارا ایمان نہیں بلکہ ایمان کا تھوڑا سا حصہ جس کے دل میں ہو۔ تو خواہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے۔ پھر بھی وہ ایمان سے نہیں پھرے گا۔

یہ ہے ایمان

اور ایمان کے معنے یہ ہیں کہ اس میں ادنے درجہ رکھنے والا بھی ایسا مضبوط ہو کہ اگر اسے آگ میں ڈالا جائے تب بھی اسلام اور اپنے اعمال کو نہیں چھوڑتا۔ اسے ایسا وثوق اور ایسا ثبات کا مقام حاصل ہوتا ہے کہ خواہ کچھ ہو وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔ وہ پہاڑ کی چٹان کی طرح ہوتا ہے جس سے سمندر کی لہریں ٹکرا کر خود ہی پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔ اس آیت میں

اعراب کے متعلق پیشگوئی

تھی کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان اعمال کو چھوڑ دیں گے۔ جو اب کرتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالے کہتا ہے۔ قبل از وقت ہی کہ تم کہو ہم مومن ہیں۔ تمہارے اندر ایمان نہیں۔ اور اس کا ثبوت یہ ہوگا کہ تم ٹھوکر کھاؤ گے۔ وہ زمانہ آنے والا ہے۔ جب تمہارے اعمال میں کمی آ جائے گی۔ فرمایا یہ

مومن کی شان

نہیں ہے بلکہ اس کی شان یہ ہے کہ وہ کبھی اعمال میں تھکتا نہیں بلکہ ترقی کرتا جاتا ہے۔ پس تم مومن نہیں ہو۔ ہاں اپنے آپ کو مسلمان کہہ لو۔ کیونکہ مومن کا قدم کبھی پیچھے نہیں ہٹتا اور حقیقی مومن وہی ہوتا ہے جو اپنے اعمال میں ثبات اور استقلال رکھتا ہو۔ کیونکہ

ایمان کے معنی

ہیں کہ انسان نے برکت کو حاصل کر لیا اور امن میں ہو گیا۔ لیکن جو امن میں نہیں آتا بلکہ خطرہ میں رہتا ہے وہ مومن کہاں ہو سکتا ہے۔ آمن باللہ کے معنے ہیں کہ اللہ کے ذریعہ انسان امن میں آ چکا ہے۔

اسے تنزل کا خطرہ نہیں رہا جس انسان کو یہ مقام حاصل نہیں وہ اگر ظاہری نمازیں پڑھتا ہے تو مسلم کہلا سکتا ہے اور اگر اس کی ظاہری اطاعت میں بھی نقص ہے تو پھر یہ بھی نہیں کہلا سکتا۔

خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے ان اللہ غفور رحیم۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک انسان سچے دل سے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا بھی کرے۔ اور پھر خدا اس کا انجام بخیر نہ کرے اور اس کی کمزوریوں اور نقصوں کو ظاہر ہونے دے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ بچہ ماں کی گود میں ہو۔ اور اسے سردی لگ رہی ہے۔ اگر بچہ ماں کے لحاف میں ہے تو اسے سردی کس طرح لگ سکتی ہے خدا تعالیٰ غفور ہے اور غفر کے معنے ہیں چادر اوڑھا دینا جب جو خدا کی گود میں ہو۔ اس کی چادر کے نیچے چلا گیا۔ وہ کس طرح ننگا ہو سکتا ہے اور اگر ننگا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ

غفور کی گود میں

نہیں ہے۔ پھر وہ رحیم ہے اور رحیم کے معنے ہیں بار بار رحم کرنے والا۔ اگر کوئی ارتداد کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا اس کے اعمال میں کمزوری اور کوتاہی واقع ہو جاتی ہے۔ تو اس پر رحم کہاں گیا۔ اس میں کمی آگئی۔ اگر اس کا سچا تعلق اس خدا سے ہے جو رحیم ہے تو

بار بار رحیمیت کا جلوہ

اس پر ہوتا تو فرمایا ان اللہ غفور رحیم خدا تو اپنے بندوں کی کمزوریوں کو ڈھانپنے والا ہے اور ان پر بار بار رحم کرنے والا ہے جس کا اس کے ساتھ حقیقی تعلق ہو جاتا ہے۔ پھر وہ تنزل کی طرف نہیں جا سکتا۔

فرمایا تم اپنے آپ کو بھی مومن نہ کہو ہاں مسلم کہو کیونکہ تمہارے اعمال میں وہ پختگی پیدا نہیں ہوئی جو مومن کے اعمال کے لئے ضروری ہے اور جس کے بعد ان میں کمی نہیں آ سکتی۔

میں اپنے دوستوں کو اس آیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ آجکل رمضان کے دن ہیں اور

خصوصیت سے برکات حاصل کرنے کے دن

ہیں۔ ان میں سچے مومن بننے کی کوشش کرو۔ ہم نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے جو کچھ دین کی خدمت کر کے پھر سست ہو جاتے ہیں۔ مگر اس آیت سے پتہ لگتا ہے کہ مومن کبھی سست نہیں ہوتا اور جس کے اندر سستی پیدا ہو۔ وہ اپنے آپ کو مسلم کہہ سکتا ہے مومن نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مومن کی یہ علامت ہے

کہ لا یلتکم من اعمالکم شیئاً۔ مومن ہو گئے تو تمہارے اعمال میں کبھی کمی نہ ہونے دی جائے گی۔ یہ معنے اس آیت کے ہرگز نہیں ہیں کہ خدا تعالیٰ مومنوں کے اعمال ضائع نہ کرے گا۔ اور ان کا نتیجہ ضرور نکلے گا۔ کیونکہ یہ تو خدا نے کافروں کے متعلق بھی فرمایا ہے۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کہ کسی رائی کے برابر نیکی بھی ضائع نہ جائے گی۔ اب کونسا مومن ہو گا جو رائی کے برابر بھی نیکی نہ رکھتا ہو۔ مومن تو الگ رہا کوئی خطرناک سے خطرناک کافر اور آریہ بھی ایسا نہ ہو گا جس نے رائی کے برابر بھی کوئی نیک عمل نہ کیا ہو اس کی نیکی بھی ضائع نہ جائے گی۔ پھر اگر کوئی ایسا انسان فرض بھی کر لیا جائے جس کی نیکی رائی کے دانہ کے برابر ہو حالانکہ ہر انسان کی نیکی اس سے زیادہ ہی ہو گی۔ تو جس طرح اگر سب قسم کے دانے دنیا سے تباہ ہو جائیں اور صرف

رائی کا ایک دانہ

رہے تو وہی بڑھتے بڑھتے اس قدر بڑھ جائے گا کہ ساری دنیا پر رائی ہی رائی پھیل جائے گی۔ اسی طرح وہ نیک عمل جو رائی کے دانہ کے برابر ہو گا۔ وہ کیوں نہ ترقی کرے گا وہ ضرور بڑھے گا۔

پس یہ بات کہ خدا تعالیٰ نے کسی نیک عمل کو ضائع نہیں کرے گا۔ یہ تو کافروں کے متعلق بھی ہے۔ پھر یہ کیوں فرمایا وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئاً اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو تمہارے اعمال میں کمی نہ کی جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ یہاں اعمال کو ضائع کرنے سے کوئی اور مراد ہے۔ اور وہ یہ کہ اعراب کو بتایا ہے آج جو تم نمازیں پڑھنے میں چست ہو۔ ایک وقت آئے گا جب ان میں سست ہو جاؤ گے۔ آج جو زکوٰۃ دینے میں چست ہو دوسرے وقت میں سست ہو جاؤ گے۔ اسی طرح آج جو اعمال بڑی چستی سے کرتے ہو کچھ عرصہ کے بعد ان میں سست ہو جاؤ گے۔ پس یہاں اعمال کو ضائع ہونا مراد نہیں۔ بلکہ خود

اعمال میں کمی

ہونا مراد ہے۔ جس شخص کے اعمال میں کمی اور سستی واقع ہو جائے۔ اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اطاعت اللہ اور اطاعت رسول میں کامل نہیں۔ اور وہ مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔

میں ان دوستوں کو جو سیکرٹریوں کی تعداد میں ہیں اور جو اپنی

سستی اور کوتاہی

کی وجہ سے دوسروں پر بھی بُرا اثر ڈالتے ہیں۔ اس آیت کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ ایسے لوگ جو اعمال میں سست ہو جائیں۔ ان کے قلوب میں ایمان داخل نہیں ہوتا اور وہ مومن کہلانے کے مستحق نہیں ہیں چنانچہ فرماتا ہے

انما المؤمنون الذین
امنوا باللہ ورسولہ ثم
لم یرتابوا وجاھدوا
باموالھم وانفسھم
فی سبیل اللہ اولٰئک
ھم الصٰدقون۔ یہ

مومن کی تعریف

خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ مومن صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائیں۔ پھر کبھی شبہ پیدا نہ ہو۔ اور ان کے اعمال میں وقفہ نہیں ہوتا انہوں نے کبھی ریب نہیں کیا۔ اور اس شک میں نہیں پڑے کہ دین کی خدمت کریں یا نہ کریں وہ ہمیشہ خدا کے رستہ میں اپنا مال اور جان اور ہر چیز خرچ کرنے لگ گئے۔

ریب کے معنے

کاٹنے کے ہیں اور ارتیاب کٹنے کو کہتے ہیں اس لئے شبہ کے معنے یہ ہوئے کہ وقفہ پڑ گیا سلسلہ کٹ گیا خدا تعالیٰ فرماتا ہے مومن کے اعمال میں ایسا نہیں ہوتا ان کے اعمال میں کبھی وقفہ نہیں پڑتا۔ انہیں کبھی یہ شبہ نہیں پڑتا کہ خدمت دین کریں یا نہ کریں۔ خدمات دین کو بالکل چھوڑ دینا تو الگ بات ہے مومن کی یہ شان ہے کہ اسے کبھی شبہ اور شک بھی نہیں پڑتا کہ خدمت دین کے لئے اسے کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہیں کرنا چاہیئے۔

مومن کا یہ درجہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہماری جماعت پر خدا تعالیٰ کا یہ بہت ہی فضل ہے کہ اس کو خدا نے ایک ایسا

عظیم الشان مامور

دیا ہے جس کے متعلق سارے انبیاء پیشگوئیاں کرتے رہے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اس کی کیا تعریف ہو سکتی ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بروز ہے۔ بڑے سے بڑا مظہر خدا تعالیٰ کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے آپ سے بڑھ کر تو اب کوئی آتا نہیں اور اب بڑے سے بڑا مقام جو کسی کو حاصل ہونا ممکن ہے وہ یہی ہے کہ آپ کا بروز اور مثیل بنایا جائے۔ یہ انتہائی کمال ہے جو اب کسی کو حاصل ہو سکتا ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوا ہے اور ہم آپ کی جماعت ہیں۔ اس سے بڑھ کر ہمارے لئے خدا کا فضل اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب غور کرو اگر کوئی شخص بڑے سے بڑے ڈاکٹر کے زیر علاج رہ کر بھی شفایاب نہ ہو تو معلوم ہوا کہ وہ لاعلاج ہے وہ ہلاک ہو گیا۔ اسی طرح اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر بھی کسی کے اعمال میں

ثبات اور استقلال

پیدا نہ ہو وہ اعمال میں سست رہے تو پھر کون آکر اس کی اصلاح کر سکتا ہے؟

پس میں دوستوں سے خاص طور پر کہتا ہوں کہ اگر پہلے نہیں تو اس رمضان میں ہر قسم کی سستی اور کوتاہی دور کر دیں اور ایسے مومن بن کر دکھا دیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یلتکم من اعمالکم شیئاً ان کے اعمال میں کمی نہیں ہوگی تا ان میں نہ پڑے گا وہ زیادہ سے زیادہ ہی بڑھتے جائیں گے۔

محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی شادی خانہ آبادی

ربوہ۔ محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ابن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شادی کی تقریب عمل میں آئی جبکہ ۸ جنوری کو بارات ربوہ سے کنری روانہ ہوئی۔ اور ۱۰ جنوری کو واپس ربوہ آئی۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی شادی محترمہ اسماء طاہرہ صاحبہ بنت محترم مولوی عبد الباقی صاحب ایم۔ اے جنرل منیجر سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کنری کے ہمراہ ہوئی ہے۔ نکاح ۲۲ دسمبر ۱۹۶۰ء کو ہو چکا تھا۔ محترم مولوی عبد الباقی صاحب محترم میاں عبد الرحیم احمد صاحب (داماد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) کے والد حضرت پروفیسر علی احمد صاحب مرحوم کے بھتیجے ہیں۔

بارات کی واپسی پر مورخہ ۱۱ جنوری کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرزند محترم صاحبزادہ صاحب کی دعوت ولیمہ کے سلسلہ میں وسیع پیمانہ پر ایک ٹی پارٹی کا اہتمام کرایا۔ چائے پارٹی کے بعد حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کی صدارت میں ایک مختصر مجلس بھی منعقد ہوئی جس میں محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے، حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں کی ولادت کا ذکر کرنے کے بعد آپ کے بچپن کے بعض واقعات سنائے اور اس ضمن میں آپ کی والدہ صاحبہ محترمہ حضرت سیدہ ام الحی صاحبہ مرحومہ کے بعض ارشادات کا ذکر کیا اور آخر میں اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس رشتہ کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

تبرکات

رمضان المبارک میں خاص دعاؤں کی تحریک

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدّظلہ العالی ایدہ اللہ الودود)

خدا کے فضل سے رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ یہ خاکسار سالہا سال ہر رمضان کے شروع میں احباب جماعت کو مبارک مہینہ کے خاص برکات اور فیوض کی طرف توجہ دلا کر دعاؤں کی تحریک کرتا رہا۔ اور اس تعلق میں لمبے لمبے مضامین لکھتا رہا ہے مگر اب میری موجودہ صحت لمبے مضامین کی اجازت نہیں دیتی۔ اس لئے ذیل کے مختصر نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں۔ وانما الاعمال بالنیات ولکل امرئٍ مانوی۔

(۱) انسان کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اور معلوم نہیں کہ اگلے سال رمضان کا مبارک مہینہ دیکھنا کسے نصیب ہوتا ہے۔ اور کون اس سے پہلے ہی اپنے آسمانی آقا کے حضور پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے اس فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے دوستوں کو چاہیئے کہ روزہ اور نفل نماز اور تراویح اور تلاوت قرآن مجید اور صدقہ وخیرات اور درد بھری دعاؤں اور آخری عشرہ کے اعتکاف کے ذریعہ مبارک مہینہ کی برکات اور فیوض سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔ صدقہ و خیرات کے رمضان کے ابتدائی ایام اور پھر آخری عشرہ کے دن جبکہ عید قریب ہوتی ہے۔ زیادہ مناسب اوقات ہیں۔ کیونکہ اس سے غریب بھائیوں کو رمضان اچھی طرح گذارنے اور پھر عید کی تیاری کے لئے مدد مل جاتی ہے۔ صدقہ خواہ مقامی طور پر کیا جائے اور خواہ مرکز میں بھجوا دیا جائے دونوں طرح مقبول و مبارک ہے۔ لیکن بہر حال اپنے ماحول کے غریبوں کو کسی صورت میں نہیں بھولنا چاہیئے کیونکہ ہمسائیگی کی وجہ سے ان کا دوہرا حق ہے۔

(۲) دعاؤں پر اسلام نے جو زور دیا ہے وہ ظاہر و عیاں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے اپنا ایک خاص ہتھیار قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"دعا میں اللہ تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوا کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔"

دراصل دعا ایک روحانی ایٹم بم ہے جسے دنیا کی تباہی اور دوستوں اور عزیزوں کی آبادی اور ترقی کے لئے عظیم الشان طاقت حاصل ہے۔

دعا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عام سنت تھی کہ دعا کے شروع میں سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے اور اس کے بعد جو دعا مانگنی ہوتی تھی مانگتے تھے۔ سورۃ فاتحہ کے پڑھنے میں بڑی برکت ہے۔ اور دوستوں کو ہمیشہ یہ گُر مدنظر رکھنا چاہیئے۔ بلکہ اگر سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری دعا شروع کرنے سے پہلے درود بھی پڑھ لیا جائے۔ تو یہ گویا سونے پر سہاگہ ہوگا۔

(۳) دعاؤں میں (الف) اسلام و احمدیت کی ترقی (ب) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور درازیٔ عمر اور بیش از بیش خدمت کی زندگی (ج) اہل قادیان اور اہل ربوہ کی حفاظت اور دینی و دنیوی بہبودی (د) مبلغین جماعت اور مرکزی اور مقامی کارکنوں کے لئے نصرت الٰہی کے نزول اور (ھ) موجودہ نازک اور پُر آشوب ایام میں جماعت احمدیہ کی مجموعی حفاظت اور ترقی کی دعاؤں کو سب دوسری دعاؤں پر مقدم کرنا چاہیئے کیونکہ یہ وہ مقاصد ہیں جو اس زمانہ میں خود ذات باری تعالیٰ کے اپنے مقاصد ہیں۔

(۴) ان دعاؤں سے آگے ذاتی دعائیں یعنی جماعت کے بیماروں کی شفایابی، مصیبت زدوں کی مصیبت سے نجات۔ بے روزگاروں کی روزگار۔ مقروضوں کی قرض سے رہائی۔ امتحان دینے والوں کی امتحان میں کامیابی وغیرہ وغیرہ کے لئے بھی ضرور دعائیں کی جائیں۔ کیونکہ ان دنیوی نعمتوں کا حصول بھی انسان کے اطمینان قلب کا بھاری ذریعہ ہے۔ اسی طرح ہمارے خاندان میں بھی عرصہ سے بیماریوں اور پریشانیوں کا سلسلہ چل رہا ہے۔ اس کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔ اور یہ بھی کہ خدا تعالیٰ ہمارے خاندان کے افراد کو جماعت کے لئے روحانی اور اخلاقی نمونہ بننے کی توفیق دے اور ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے۔

(۵) دعاؤں کے معاملہ میں یہ اصول ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ گو جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ دعا ایک بہت بھاری روحانی طاقت ہے۔ مگر وہی دعا دعا کہلانے کا حق رکھتی ہے جو سچی رنگ میں یعنی دل کے سوز و گداز اور روح کے درد و کرب کے ساتھ کی جائے۔ اور دعا کرنے والا اس یقین سے معمور ہو کہ میرا خدا واقعی ہر بات پر قادر ہے اور پھر دعا کرتے ہوئے اس پختہ اور زندہ یقین پر قائم ہو کہ اس وقت خدا کو دیکھ رہا ہوں اور خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ اس یقین کے بغیر دعا میں صحیح قلبی کیفیت ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔

(۶) ضمناً میں اس جگہ یہ بات بھی لکھنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ میں اپنے متعدد گذشتہ مضمونوں میں تحریک کر چکا ہوں۔ دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تجویز کے مطابق رمضان میں اپنی کسی کمزوری کو سامنے رکھ کر اس کے دور کرنے کا دل میں پختہ عہد بھی کرنا چاہیئے تاکہ رمضان کی برکات عملاً بھی معین صورت میں رونما ہو جائیں۔ نماز ادا کرنے میں سستی۔ روزہ رکھنے میں سستی۔ مرکز میں بار بار آنے میں سستی۔ سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کرنے میں سستی۔ پیغام حق پہنچانے میں سستی۔ رشوت لینے یا دینے میں کمزوری۔ سود لینے دینے کے معاملہ میں بے احتیاطی۔ گالی گلوچ کی عادت۔ غیبت کی عادت۔ سینما دیکھنے کی عادت۔ بدنظری کی عادت۔ حقہ یا سگریٹ پینے کی عادت۔ داڑھی منڈوانے کی عادت۔ لین دین میں بددیانتی۔ امانت میں خیانت۔ جھوٹ بولنے کی عادت۔ تجارت میں دھوکہ دہی۔ بچوں کی تربیت کے معاملہ میں غفلت وغیرہ وغیرہ بیسیوں قسم کی کمزوریاں ہیں جن میں کمزور طبیعت کے لوگ ماحول کے اثر کے ماتحت مبتلا ہو جایا کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کمزوری کے متعلق خدا کے ساتھ دل میں عہد کیا جائے کہ میں آئندہ اس کمزوری سے اجتناب کروں گا۔ اور پھر اس عہد کو مومنانہ پختگی اور عزم بالجزم کے ساتھ نبھایا جائے۔ کسی دوسرے کے سامنے اپنی کمزوری کے اظہار کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا خدا کی ستاری کے خلاف ہے۔ صرف خدا کے حضور دل میں عہد کیا جائے۔

(۷) بالآخر میں پھر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے دوستوں کو خاص طور پر دعا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ حضور کے زمانہ خلافت کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے خاص فضلوں اور خاص تجلیات سے نوازا ہے۔ اور پھر جس طرح حضور کے متعلق اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان وعدے ہیں ان کے پیش نظر جماعت کے ہر مخلص کا فرض ہے کہ وہ حضور کے متعلق اس رمضان میں خصوصیت کے ساتھ دعا کرے تا اللہ تعالیٰ نہ صرف حضور کو صحت کامل عطا کرے اور نہ صرف حضور کی عمر میں برکت دے بلکہ حضور کی خلافت کی برکات اور فیوض کو پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر ظاہر فرمائے۔ اور حضور کے ذریعہ دنیا میں اسلام اور احمدیت کا بول بالا ہو۔ آمین

یا ارحم الراحمین۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

امتحان کتب سلسلہ

اخبار بدر مورخہ ۲۸ رجون ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۱ کے اعلان کے مطابق نظارت تعلیم و تربیت کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب" مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اشاعت کے بعد کتاب مذکور کے امتحان کا انتظام کر رہی ہے۔ یہ امتحان نظارت ہذا کی مقرر کردہ تاریخ مورخہ یکم مارچ ۱۹۶۴ء کو لیا جائے گا۔ یہ کتاب نظارت دعوت و تبلیغ سے مبلغ چار آنے فی نسخہ وصول کی جا سکتی ہے۔ لیکن ڈاک کے اخراجات بذمہ خریدار ہوں گے۔ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اس امتحان میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اس کتاب کی روحانی برکات سے فیضیاب ہوں۔

نوٹ (۱) پریذیڈنٹس جماعت احمدیہ سے درخواست ہے کہ اس امتحان میں شامل ہونے والے احباب کے اسماء مع ولدیت سے نظارت ہذا کو ماہ رواں کے اختتام تک مطلع فرما دیں۔

(۲) بیک وقت دس کتب خریدنے والے احباب کو صرف دو روپیہ میں مل جائیں گی۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(۳)

از محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ کشمیر

الہام کی حقیقت الہام اور کلام الٰہی کے متعلق غیر اقوام کے علاوہ خود مسلمانوں میں غلط خیالات رائج تھے۔ اور الہام کے دروازے کو اب مسدود سمجھا جانے لگا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بھی اصلاح فرمائی اور اس قسم کے خیالات کو مہلک بتلایا۔ اگر الہام کا دروازہ بند ہو تو انسان اپنے خدا سے بالکل تاریکی میں رہ جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

ان دیکھے کس طرح کسی تہ رخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

اور آپ نے بارہا تاکید کے ساتھ اس بات کو پیش فرمایا کہ جو مذہب الہام کا دروازہ بند کرتا ہے وہ یقیناً زندہ مذہب کہلانے کا مستحق نہیں ہے بلکہ وہ ایک مردہ مذہب ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"جبکہ خدا تعالیٰ کا جسمانی قانونِ قدرت ہمارے لئے اب بھی وہی موجود ہے جو پہلے تھا تو پھر روحانی قانونِ قدرت اس زمانہ میں کیوں بدل گیا؟ نہیں ہرگز نہیں بدلا۔ پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ وحی الٰہی پر آئندہ کے لئے مہر لگ گئی ہے وہ سخت غلطی پر ہیں"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۰)

اسی طرح آپ "پیغام صلح" صفحہ ۲۶ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"میں اس بات میں صاحبِ تجربہ ہوں کہ خدا کی وحی اور خدا کا الہام ہرگز اس زمانہ سے منقطع نہیں کیا گیا بلکہ جیسا کہ خدا پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے اور جیسا کہ پہلے سنتا تھا اب بھی سنتا ہے۔ یہ نہیں کہ اب وہ صفاتِ قدیمہ اس کی معطل ہو گئی ہیں۔ میں تخمیناً تیس برس سے خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور میرے ہاتھ پر اس نے اپنے صدہا نشان دکھائے ہیں جو ہزارہا گواہوں کے مشاہدہ میں آ چکے ہیں"

علاوہ اس کے علاوہ مسلمانوں کا ایک معتدبہ حصہ یورپین فلسفہ سے مرعوب ہو کر اس غلطی میں مبتلا ہو گیا تھا کہ الہام الفاظ کی صورت میں نہیں ہوتا بلکہ دل میں اچانک جو خیالات گزر جاتے ہیں وہی الہام ہیں۔ اور بعض لوگ اس کو Hallucination یعنی فرضی اصوات اور افکار سے قرار دینے لگ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بھی تردید فرمائی اور فرمایا کہ گو الہام اور وحی کئی اقسام پر مشتمل ہے مگر سب سے ارفع اور اعلیٰ اور یقینی قسم لفظی الہام ہے جو خدا کی طرف سے اسی طرح انسان تک پہنچتا ہے۔ جیسے کسی دوسرے شخص کی آواز اس کے کانوں تک پہنچتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"الہام سے یہ مراد نہیں کہ سوچ اور فکر کی کوئی بات دل میں پڑ جائے جیسا کہ جب ایک شاعر شعر بنانے میں کوشش کرتا ہے یا ایک مصرعہ بنا کر دوسرا مصرعہ سوچتا رہتا ہے تو دوسرا مصرعہ دل میں پڑ جاتا ہے سو یہ دل میں پڑ جانا الہام نہیں بلکہ یہ ایک خدا کے قانونِ قدرت کے موافق اپنے فکر اور سوچ کا نتیجہ ہے ...... اگر صرف دل میں پڑ جانے کا نام الہام ہو تو پھر ایک بدمعاش شاعر جو راستبازی اور راستبازوں کا دشمن اور ہمیشہ حق کی مخالفت کے لئے قلم اٹھاتا ہے خدا کا ملہم کہلائے گا۔ دنیا میں ناولوں وغیرہ میں جادو بیانیاں پائی جاتی ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح سراسر باطل مگر مسلسل مضمون لوگوں کے دل میں پڑ جاتے ہیں پس کیا ہم ان کو الہام کہہ سکتے ہیں؟ بلکہ اگر الہام صرف دل میں بعض باتیں پڑنے کا نام ہے تو ایک چور بھی ملہم کہلا سکتا ہے کیونکہ وہ بعض اوقات فکر کر کے کرکے اچھے اچھے طریق نقب زنی کے نکال لیتا ہے۔ اور عمدہ عمدہ تدبیریں ڈاکہ مارنے اور خونِ ناحق کرنے کی اس کے دل میں گذر جاتی ہیں۔ تو کیا لائق ہے کہ ہم ان تمام ناپاک طریقوں کا نام الہام رکھ دیں؟ ہرگز نہیں ...... الہام کیا چیز ہے؟ وہ پاک اور قادر خدا کا ایک برگزیدہ بندہ کے ساتھ یا اس کے ساتھ جس کو برگزیدہ کرنا چاہتا ہے۔ ایک زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے ...... خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے مل کر باہم کلام کرتا ہے اسی طرح رب اور اس کے بندے میں ہمکلامی واقع ہو"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹)

حضور علیہ السلام الہام کی حقیقت میں اپنا ذاتی تجربہ اپنی کتاب "برکات الدعا" میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"وحی آسمان سے دل پر ایسی گرتی ہے جیسے کہ آفتاب کی شعاع۔ میں ہر روز دیکھتا ہوں کہ جب مکالمہ الٰہیہ کا وقت آتا ہے تو اوّل یک دفعہ مجھ پر ایک ربودگی طاری ہو جاتی ہے تب میں ایک تبدیل یافتہ چیز کی مانند ہو جاتا ہوں اور میری حس اور میرا ادراک اور میرے ہوش گو بگفتن باقی ہوتے ہیں مگر اس وقت میں یوں پاتا ہوں کہ گویا ایک وجود شدید الطاقت نے میرے وجود کو اپنی مٹھی میں لے لیا ہے اور میں اس وقت احساس کرتا ہوں کہ میری ہستی کی تمام رگیں اس کے ہاتھ میں ہیں اور جو کچھ میرا ہے اب وہ میرا نہیں بلکہ اس کا ہے۔ جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو اس وقت سب سے پہلے خدا تعالیٰ دل کے ان خیالات کو میری نظر کے سامنے پیش کرتا ہے جن پر اپنے کلام کی شعاع ڈالنا اس کو منظور ہوتا ہے ...... اور ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک خیال دل کے سامنے آیا تو ...... جھٹ ایک ٹکڑا کلام الٰہی کا شعاع کی طرح گرتا ہے اور بسا اوقات اس کے گرنے کے ساتھ ہی تمام بدن ہل جاتا ہے"

عصمتِ انبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل انبیاء علیہم السلام کی ذاتوں پر بھی حملے کئے جاتے تھے۔ خواہ دیدہ و دانستہ یا نا شعوری طور پر۔ اور اس سے ان کی عصمت پر حرف آتا تھا ایسے خیالات مسلمانوں، ہندوؤں اور عیسائیوں سب ہی میں پائے جاتے تھے۔ اور خاص طور پر اس بات کو عیسائیوں نے رواج دیا تا کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور اللہ ثابت کر کے کفارہ کے عقیدہ کو درست قرار دیا جائے۔ ان سے متاثر ہو کر مسلمانوں نے بھی انبیاء کی ذات کو مختلف حملوں کا نشانہ بنا لیا۔ چنانچہ خود مسلمان یوسف و زلیخا، سلیمان و بلقیس وغیرہ کے کئی قصے چٹخارے لے لے کر بیان کرنے سے نہیں شرماتے۔ حتیٰ کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھی بعض نا روا داغ لگاتے ہیں دوسری طرف ہندو بھائی ہیں تو انہوں نے بھی حضرت کرشن علیہ السلام اور دیگر مہا پُرشوں کے افسانے گھڑ لئے بلکہ چھاپ چھاپ کے ان کو مسلسلہ وار بیان کرتے ہیں۔ یہ تمام ایسے حملے تھے جن کی زد براہِ راست خدا پر پڑتی تھی کہ اس نے لوگوں کی ہدایت کے لئے ناقص شخصیتوں کا انتخاب کیا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر اس غلط اور خطرناک عقیدہ کی بھی اصلاح فرمائی۔ اور فرمایا:-

"وحی الٰہی وہ خدا کا پاک کلام ہے کہ جس میں منزل علیہ کی طہارتِ تامہ اور قابلیتِ کاملہ شرط ہے کیونکہ جو شخص طرح طرح کے اغشیۂ جسمانی اور ظلماتِ نفسانی سے محجوب ہے اس میں اور مبدأ پاک میں پرلے درجہ کی دوری واقعہ ہے کہ جس سے وہ قابلِ افاضۂ الہامِ الٰہی ہرگز نہیں ٹھہر سکتا۔ پس جب تک ایک نفس کو ہر ایک قسم کی نالائق باتوں سے تنزہ تام حاصل نہ ہو جائے تب تک وہ نفس قابلیتِ فیضانِ وحی کی پیدا نہیں کرتا ...... اور جب تنزہ تام شرط ہے تو پھر نبیوں کو اعلیٰ درجہ کے پاک یقین کرنا چاہئے کہ جس سے زیادہ تر پاکی نوعِ انسان کے لئے متصور نہیں" (براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶)

ایسا ہی آپ آگے چل کر فرماتے ہیں:-

"عیسائی لوگ اصولِ حقہ کو کھو بیٹھے ہیں اور ساری صداقتیں صرف اس خیال پر قربان کر دی ہیں کہ کسی طرح حضرت مسیح خدا بن جاویں اور کفارہ کا مسئلہ جم جاوے۔ سو چونکہ نبیوں کا معصوم اور مقدس ہونا ان کی عمارت کو گراتا ہے ...... پس ناچار انہوں نے باطل سے پیار کر کے حق کو چھوڑ دیا۔ نبیوں کی اہانت روا رکھی پاکوں کو ناپاک بنایا ...... اسی طرح خود غرضی کے جوش سے انہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اس سے فقط نبیوں کی توہین نہیں ہوتی بلکہ خدا کی قدوسی پر بھی حرف آتا ہے کیونکہ جس نے نعوذ باللہ ناپاکوں سے ربط ارتباط اور میل ملاپ رکھا وہ آپ بھی کاہے کا پاک ٹھہرا"

(براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶)

نیز فرماتے ہیں:-

ہر سوئے آفتابِ صدق بود
ہر سوئے او وجہِ انور سے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر

نیک از خدائے برتر خبر الوری ہی ہے
یہ عقیدہ بھی اب قبولیت عام حاصل کر رہا ہے۔ مصر کے ایک مصنف لکھتے ہیں:-

"عصمة الانبياء فى التبليغ
واداء امانة الوحى متفق
عليه العلماء منها۔۔۔۔غير ان
الحق لا يلازم الانبياء فى
كل عمل يصدر عنهم
وفى كل قول يصدر منهم
فهم عرضة للخطاء
يمتازون عن سائر
البشر بان الله لا يقر
هم على الخطاء بل
يعدل ويبين لهم
عليه احيانا"

(حیات محمد۔ دیباچہ صفحہ)

"یعنی اپنے فرض کی ادائیگی میں انبیاء کا معصوم ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو علماء نے قبول کیا ہے ہاں انبیاء سے اجتہادی غلطی ہوتی ہے لیکن اس پر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ اب دیکھئے یہ نظریہ بالکل وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا ہے۔

جنت اور دوزخ کی حقیقت

جنت اور دوزخ کے تصور میں بھی ہر ایک مذہب میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں نے بھی اس کا عجیب وغریب تصور قائم کر لیا تھا یعنی یہ کہ انسان جو بھی اچھا یا برا کام کرے گا اس کے بدلہ میں نیک لوگوں کو جنت ملے گی جس میں اسی دنیا کی طرح نہریں، پھل اور عورتیں وغیرہ ہوں گی۔ اور برے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ جہاں ظاہری قسم کی آگ بھٹی کی طرح جل رہی ہوگی۔ اور اس میں وہ جلائے جائیں گے۔ اور اس کے علاوہ کئی قسم کے عذاب ہوں گے۔ اور یہ دونوں فریق ہمیشہ کے لئے اپنی اپنی جگہ میں رہیں گے۔ دوزخیوں کا عذاب کبھی منقطع نہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر بتلایا کہ گو یہ بے شک درست ہے کہ قرآن کریم میں ایسے الفاظ باغات اور انہار وغیرہ کے ہیں مگر یہ صرف بطور استعارہ اور تمثیل کے بیان ہوئے ورنہ دنیوی قسم کی ظاہری نہاریں وہاں نہیں ہوں گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ (سورہ سجدہ ع ۲) یعنی کسی انسان کو بھی یہ علم نہیں کہ اگلے جہان میں نیک لوگوں کے لئے آنکھ کی ٹھنڈک کا کیا سامان ہوگا اور حدیث میں آتا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کی نعمتیں ایسی ہوں گی جن کو کبھی کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کبھی بشر کے دل میں ان کا خیال تک گذرا ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ باب صفة الجنة)

اب اگر جنت میں یہی ظاہری نہریں اور پھل وغیرہ ہوں تو پھر یہ بیان غلط قرار پاتا ہے پس یہ درست نہیں کہ قرآن وحدیث کے بعض ظاہری الفاظ لے کر جنت ودوزخ کا تصور قائم کر لیا جائے۔

آپ نے اس کے علاوہ قرآن مجید کی دیگر آیات سے استدلال کرتے ہوئے حیات آخرت کا ایک ایسا نقشہ کھینچا جس سے علم کا ایک نیا دروازہ کھل گیا۔ اور اس کا لقطۂ مرکزی یہ ہے کہ جنت اور دوزخ اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ اس مضمون کی تفصیل کے لئے آپ کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" دیکھی جا سکتی ہے۔ یہاں اختصار کے مدنظر دو اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ آیت مَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا کی تشریح میں فرماتے ہیں:-

"اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیک بندوں کو خدا کا دیدار اسی جہان میں ہو جاتا ہے اور وہ اسی جگ میں اپنے پیارے کا درشن پا لیتے ہیں جس کے لئے مناسب کچھ کھوتے ہیں۔

غرض مفہوم اس آیت کا یہی ہے کہ بہشتی زندگی کی بنیاد اسی جہان سے پڑتی ہے اور جہنمی نابینائی کی جڑ بھی اسی جہان کی گندہ اور کورانہ زیست ہے"۔ (فلاسفی صفحہ)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:-

"اسلامی بہشت کی یہی حقیقت ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور عمل کا ایک ظل ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں جو باہر سے آکر انسان کو ملے گی۔ بلکہ انسان کی بہشت انسان کے اندر ہی سے نکلتی ہے۔ اور ہر ایک کی بہشت اسی کا ایمان اور اسی کے اعمال صالحہ ہیں جن کی اسی دنیا میں لذت شروع ہو جاتی ہے"۔ (فلاسفی صفحہ)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہنم کو عذاب غیر منقطع قرار دیتے چلے کو رد فرمایا اور اس کی اصلاح فرمائی۔ اس کے متعلق فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف میں خدا فرماتا ہے
اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ یعنی دوزخی
لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے
لیکن نہ وہ ہمیشگی خدا کی ہے بلکہ
دور دراز مدت کے لحاظ سے۔
پھر اس کے بعد خدا کی رحمت دستگیر
ہوگی کیونکہ وہ قادر ہے جو چاہت
ہے کرتا ہے۔ اس آیت کی تشریح

میں ہمارے سید ومولا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ يأتي على جهنم زمان ليس فيها احد ونسيم الصبا تحرك ابوابها یعنی جہنم پر ایک وہ زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی بھی نہ ہوگا اور نسیم صبا اس کے کواڑوں کو ہلائے گی"۔ (لیکچر لاہور صفحہ)

وفات مسیح علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جناب مسیح ناصری علیہ السلام کے غلط عقیدہ کی تردید فرمائی جس میں عیسائی اور مسلمان دونوں نے غلطی کھائی۔ آپ نے مسلمانوں کو اس غلطی سے نکالنے کے لئے از روئے قرآن مجید ثابت کیا کہ کوئی انسان جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اور قرآن مجید کی ایک دو نہیں بلکہ تیس آیات اس امر پر شاہد ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی زمین میں دیگر تمام انبیاء کی طرح وفات پاکر دفن ہو چکے ہیں اور سری نگر محلہ خانیار میں ان کی قبر یوز آسف کے مقبرہ سے موسوم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مع جسم عنصری موجود ماننے سے نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ کا منشور چہرہ دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہتک ہے۔

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

لیکن علمائے وقت کو آپ کی یہ اصلاح ایک آنکھ نہ بھائی۔ مخالفت کا طوفان بپا ہو گیا۔ حکومت کے پاس شکایات کی گئیں کہ یہ شخص عیسیٰ کی توہین کرتا ہے (دیکھو اشاعة السنہ ۱۸۹۲ء) آپ کے خلاف کفر وارتداد کے فتوے دیئے جانے لگے اور یہ امر صرف فتوؤں تک ہی محدود نہ رہا بلکہ عملاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خدام کو ایسی ایسی اذیتیں پہنچائی گئیں اور ان پر ایسے ایسے مظالم روا رکھے گئے کہ جنہیں دیکھ کر عدل وانصاف نے اپنا سر پیٹ لیا۔ یہ تھی مسلمانوں کی حالت جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات مسیح کا عقیدہ پیش فرمایا۔

پھر آہستہ آہستہ حالات نے پلٹا کھانا شروع کیا۔ وہی مولوی جو حیات مسیح کے عقیدہ کو ایک طے شدہ مسئلہ خیال کرتے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ احمدیت کا زور بڑھتا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی وفات مسیح کا عقیدہ سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا ہے تو قبر اور دلیل برہان اور بحث کے سلسلہ احمدیوں کو مباحثات ومناظرات کے لئے چیلنج دیئے جاتے تھے وہ اگر قبول کر لیا جاتا۔ چونکہ ان مولویوں کے پاس کوئی ٹھوس برہان نہ تھی اس لئے بہت جلد میدان چھوڑ گئے اور کہا کہ مسیح علیہ السلام کی حیات و وفات کا ہمارے عقائد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ زندہ ہوں یا مردہ ہمیں کیا؟ چنانچہ سید حبیب صاحب اپنی کتاب "تحریک قادیان" صفحہ ۲۶ میں رقمطراز ہیں:-

"غرض حیات مسیح ابتداء سے مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے۔ اور ایسے لوگ مرزا صاحب سے پہلے موجود تھے جو مسیح کی موت کے قائل تھے۔۔۔۔ لیکن جیسے کہ عرض کر چکا ہوں حیات و ممات مسیح کے متعلق ہر مسلمان سلوک کے بعد اپنی دیانتدار رائے قائم کرنے میں آزاد ہے اس کی یہ رائے نہ اس کو کافر بنا سکتی ہے نہ مومن"۔

سید سلیمان صاحب ندوی وفات مسیح کے بارے میں امام ابن حزم کا مذہب بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:-

"اس سے معلوم ہو گیا ہے کہ سرسید مرحوم سے پہلے بھی کچھ علماء اس مسئلہ میں ان کے ہم آہنگ گذرے ہیں اور آج کل جو لوگ اس مسئلہ کو کفر اور اسلام کا معیار بنا رہے ہیں وہ افراط و تفریط میں مبتلا ہیں"۔
(رسالہ "معارف" بابت ماہ مارچ ۱۹۲۶ء)

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے اعلان کیا کہ:-

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ قرآن مجید سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا گیا اور نہ صلیب دی گئی مگر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور اب تک زندہ ہیں بلکہ قرآن مجید میں یہ ہے کہ اے عیسیٰ ہم تم کو وفات دیں گے۔ پھر اپنے پاس تمہارا درجہ بلند کریں گے یا اسے اپنے پاس اٹھا لیں گے۔ مگر پہلے وفات کا لفظ ہے جس کے معنے مرنے کے ہیں"۔
(منادی مجریہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء صفحہ [illegible])

ان کے علاوہ جامعہ ازہر کے مفتی شلتوت، فلسطین کے عبد اللہ القلقیلی اور المنار کے مشہور مصری ایڈیٹر سید رشید رضا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس نظریہ وفات مسیح کی تائید میں فتاویٰ جاری کئے اور اب ہر سمجھدار اور تعلیم یافتہ طبقہ کی ایک کثیر تعداد حیات مسیح کے عقیدہ کو ترک کرنے پر مجبور ہو رہی ہے اور سمجھدار لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور کہا جا سکتا ہے کہ:-

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

(باقی آئندہ)

ربوہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۶۳ ۱۹ء کی مختصر روئداد

مختلف دینی اور تربیتی موضوعات پر بزرگان جماعت و علمائے سلسلہ کی اہم تقاریر

(۲)

آنحضرت کی شان اقدس میں نعت

ربوہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی تقریر کے بعد مکرم ثاقب زیروی صاحب مدیر ہفت روزہ "لاہور" نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اپنی ایک نعت بہت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان کام

بعدہٗ محترم جناب شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد و رسابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان کام" کے موضوع پر ایک ٹھوس اور مبسوط تقریر فرمائی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل اسلام اور مسلمانوں کی زبوں حالی کا اُس وقت کے مسلمان اکابرین کے الفاظ میں درد انگیز نقشہ پیش کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے نازک وقت میں احیاء و غلبۂ اسلام کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ نے انتہائی مخالف اور ناساعد حالات میں اس کام کو اس قدر عظیم بالشان طریق پر انجام دیا کہ اسلام پر حملہ آور مذاہب پر اوس پڑ گئی۔ دشمنان اسلام کے سب منصوبے خاک میں مل گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اسلام جو پہلے مسلمانوں کی بے عملی اور بے حسی کے باعث ہر محاذ پر پسپا ہو رہا تھا دنیا بھی سربلند ہونا شروع ہو گیا۔ اور آج رفتہ رفتہ دنیا کے ہر خطہ اور ہر علاقے میں غالب آتا چلا جا رہا ہے۔

محترم شیخ صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں نہایت مدلل طور پر ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے مسلمانوں میں سے مایوسی کو دور کیا۔ پھر ان تمام مذاہب کا جو اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے نہایت زبردست اور محکم دلائل کی رو سے رد پیش فرما کر ان کا باطل ہونا ثابت کیا۔ نیز ان کے بالمقابل آپ نے اسلام کو زندہ مذہب کے طور پر پیش کر کے اس امر کے ثبوت میں دلائل ساطعہ اور آسمانی نشان پیش فرمائے کہ اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے اس کا رسول زندہ رسول ہے اور اس کی کتاب زندہ کتاب ہے یہی نہیں بلکہ آپ نے اسلام کا اور رسالت اور اس کے نام پر مرمٹنے والی ایک نہایت درجہ فعال اور برگزیدہ جماعت قائم کی اور اسے اپنی توسیت قدسیہ کی مدد سے ایک نئی زندگی سے ہمکنار کر کے دنیا میں اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی ترقی کے سامان بہم پہنچائے۔ الغرض آپ نے اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں ایک ایسا محیر العقول انقلاب دنیا میں برپا کر دکھایا جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا تھا۔

تقریر کے آخر میں محترم شیخ صاحب نے اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ آج کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ علم کلام اور آپ کی قائم کردہ جماعت کی مجاہدانہ کوششوں کے ذریعہ اسلام دنیا کے ہر خطہ اور علاقہ میں غالب آ رہا ہے اور اس شان سے غالب آ رہا ہے کہ جملہ دیگر مذاہب اور بالخصوص عیسائیت جو اسلام کو نابود کر کے دنیا پہ چھا جانے کے خواب دیکھ رہی تھی اب برابر پسپا ہو رہی ہے اور خود عیسائی نمائندگان یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے جا رہے ہیں کہ اگر عیسائیت اسی طرح پسپا ہوتی رہی تو نہ صرف اسلام دنیا میں عیسائیت کی جگہ لے لے گا بلکہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہی ہو گا۔

محترم شیخ صاحب کی تقریر کے بعد جلسہ سالانہ کے دوسرے روز ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۷ء کا دوسرا اجلاس ساڑھے چار بجے سہ پہر اختتام پذیر ہوا۔

۲۸ر دسمبر کا پہلا اجلاس

مورخہ ۲۸ر دسمبر کو جماعت احمدیہ کے بہتر دیں جلسہ سالانہ کے آخری روز کا پہلا اجلاس صبح ساڑھے نو بجے محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سابق جج ہائیکورٹ لاہور کی صدارت میں شروع ہوا۔

تلاوت و نظم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت مولوی محمد جی صاحب نے "ذکر حبیب" کے موضوع پر مختصر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے حضور علیہ السلام کے مبارک زمانہ کے حالات بیان فرمائے۔ اور حضور کی پاکیزہ زندگی کے بعض ایمان افروز واقعات سنائے۔

عصر حاضر اور احمدی نوجوان" کے موضوع پر محترم مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ کی تقریر

حضرت مولوی محمد جی صاحب کی تقریر کے بعد محترم مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا تقریر کے لئے تشریف لائے۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "عہد حاضر اور احمدی نوجوان"۔ آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں بتایا کہ عہد حاضر دجالی فتنے کا زمانہ ہے مغربی اقوام اپنے خیالات تہذیب و تمدن میں تمام دنیا پر چھا رہی ہیں۔ خیالات میں مذہب سے دوری اور دہریت کی طرف میلان۔ تہذیب و تمدن میں جنسی اختلاط عریانی اور اخلاق میں بے راہ روی اور بے قیدی ان کا خاصہ ہے۔ یہ برائیاں انسانیت کو جڑ سے کھوکھلا کر رہی ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت کا سرسبز اور پھلدار درخت اب سوکھ کر گرنے ہی والا ہے۔

آپ نے بتایا کہ اس عظیم فتنے کو مٹانے کے لئے اور مردہ روحوں کو زندہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ میں مبعوث فرمایا۔ آپ کو خدا تعالےٰ نے ایسا علم دیا کہ دجالیت اور مغربیت کے باطل علوم آپ کے آگے نہ ٹھہر سکے۔ اور آپ کو ایسی قوت قدسی عطا کی گئی کہ مردہ روحیں زندہ ہونی شروع ہو گئیں چنانچہ جب آپ نے وفات پائی تو غیروں نے بھی آپ کی ان خصوصیات کا اعتراف کیا۔ اس سلسلے میں محترم مرزا صاحب نے متعدد حوالے پڑھ کر سنائے۔ اور پھر بتایا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پاکبازوں کی ایک ایسی جماعت بھی عطا فرمائی جس نے آپ کے رہتے ہوئے علوم سے استفادہ کیا اور آپ کی اطاعت میں محو ہو کر ایک ایسی دیوار کی طرح بن گئے جس کے اندر الحاد اور دہریت کا مطلقاً کوئی اثر و نفوذ نہ ہو سکے اس پاکباز جماعت کے قیمتی وجودوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ۔ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب حضرت نواب محمد علی خانصاحب رئیس آف مالیرکوٹلہ۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی حضرت مولانا شیر علی صاحب حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب۔ حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب اور حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہم کا قدرے تفصیلی ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح ان بزرگوں نے احمدیت کے نور کو اپنے اندر جذب کیا اور پھر ہو روحانیت کے آسمان کے ستارے بن کر چمکے۔ پھر آپ نے تاریخ احمدیت کے دوسرے دور کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان صفات اور دینی خدمات کا ذکر کیا اور آخر میں احمدی نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"اب تیسرا دور شروع ہو گیا ہے جو نوجوانوں سے عظیم الشان قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے . . . ابھی بہت سی ظلمتیں باقی ہیں۔ ابھی مخلوق اپنے خالق کو بھولی ہوئی ہے اور شرک اور مادیت کی دلدل میں پھنسی ہوئی ہے آپ ہی ہیں جو اس دلدل سے مخلوق کو نکال سکتے ہیں۔ آپ ہی مغربی تہذیب تمدن کی جگہ پاکیزہ اخلاق کو قائم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو معرفت اور محبت الٰہی کی چاشنی دی گئی ہے جس کی وجہ سے آپ ہی اسلام کا جھنڈا دنیا میں اونچا کر سکتے ہیں"!

زندہ خدا پر ایمان اور اس کے اثرات پر محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی تقریر

محترم مرزا صاحب کی تقریر کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ تشریف لائے اور آپ نے "زندہ خدا پر ایمان اور اس کے اثرات" کے موضوع پر ایک نہایت درجہ اثر انگیز تقریر شروع فرمائی۔

آپ نے سورہ المجادلہ کی چند آیات کی تلاوت کے بعد سب سے پہلے اس امر کی وضاحت فرمائی کہ قرآن کریم جس خدا پر ایمان لانے کی ہمیں دعوت دیتا ہے۔ وہ زندہ ازلی ابدی اور حی و قیوم خدا ہے۔ اس کا وجود ایسا نہیں کہ وہ محض ہمارے ذہن اور وہم کا اختراع ہو وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس کی ذات ہر قسم کے حدوث اور تغیر و تبدل سے پاک ہے اور وہ جامع ہے تمام کمالات اور موصوف ہے تمام صفات حسنہ کا۔

آپ نے اللہ تعالےٰ کی صفات پر نہایت جامع رنگ میں روشنی ڈالنے کے بعد بتایا کہ آج یہ فخر صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ وہ نہ صرف علمی طور پر زندہ خدا کو پیش کرتا ہے بلکہ عملی طور پر بھی اس کی زندگی اور قدرت اور جلال و جمال کا ثبوت دیتا ہے۔ اسلام پر کبھی کوئی ایسا دن نہیں آیا جبکہ اس میں ایسے خدا نما وجود نہ پائے جاتے ہوں جو اس کی ذات و صفات کے شاہد ہوتے ہیں اور دنیا کو بھی زندہ خدا کی قدرت کے کرشمے دکھاتے ہیں۔ مختلف مذاہب خدا تعالےٰ کا جو تصور پیش کرتے ہیں اور اس کی طرف جو صفات منسوب کرتے ہیں آپ نے ان کا ذکر کرتے

ہوئے ثابت کیا کہ اسلام کے سوا کوئی اور مذہب ایسا نہیں جو خدا تعالیٰ کا عملی طور پر زندہ ہونا ثابت کر سکے۔ آپ نے زندہ خدا پر زندہ یقین کی اہمیت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ زندہ خدا پر ایمان ہی تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی نسل کی نجات کا سامان کیا اور پھر سب سے بڑھ کر زندہ خدا کی تجلیات دکھانے والے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ اور اس کی قدرتوں پر کامل ایمان اور اس کی توحید کے لئے غیرت اور اس کی محبت میں مٹ جانے کا جذبہ سب سے بڑھ کر ظاہر فرمایا۔ آپ نے قرآن مجید کی روشنی میں قدرے تفصیلی طور پر بتایا کہ احیاء موتیٰ کا جو نظارہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دکھایا وہ زندہ خدا پر زندہ ایمان کا ایک ایسا معجزہ ہے جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ صدیوں کے مُردے زندہ ہوگئے۔ نہ صرف خود زندہ ہوئے بلکہ ان کے اندر بھی قوتِ احیاء پیدا ہوگئی۔ آپ نے بتایا کہ ہمارے اس زمانہ میں بھی جب دنیا کی محبت نے ایمان کے درخت کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دیا تھا اسلام کے زندہ خدا نے پھر اپنی تجلی دکھائی ہے اور اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے تا دنیا ایک بار پھر اپنے حیّ و قیّوم خدا کا چہرہ دیکھے اور اس پر ایمان لائے ایسا ایمان جو محض رسمی نہ ہو بلکہ اس کے ذریعہ نئی زندگی، دائمی راحت اور نجات حاصل ہوتی ہو۔ چنانچہ حضور نے مبعوث ہوکر اعلان فرمایا کہ:-

"میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذاہب مردہ ان کے خدا مُردہ اور خود وہ تمام پیرو مردہ ہیں...... میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے وہ اسلام کے ساتھ ہے اسلام اس وقت موسےٰ کا طُور ہے جہاں خدا بول رہا ہے وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چُپ ہوگیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔"

محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنی نہایت ایمان افروز تقریر کے آخر میں قرآن پاک کی روشنی میں ایمان کے اثبات اعمال کی برکات کو بڑی عمدگی کے ساتھ واضح کیا اور آخر میں بتایا کہ وہ دن قریب ہے جبکہ اسلام کو جس طرح روحانی میدان میں فتح ہوئی ہے اسی طرح ظاہری طور پر بھی فتح ہوگی اور دنیا میں ایک ہی خدا ہوگا اور ایک ہی کتاب۔ اور ایک ہی رسول۔

مگر اسلام کی فتح کا یہ دن دیکھنے سے پہلے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں مخلصین اور صدق اور وفا اور استقامت کا وہ نمونہ دکھائیں جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے بدل دے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کی تقریر محبت الٰہی، عشق رسولؐ اور سوز وگداز سے معمور ہونے کی وجہ جلسہ سالانہ کی اہم ترین تقریروں میں سے ایک تھی۔ سامعین نے اول سے آخر تک جذب و اثر کی ایک خاص کیفیت کے ساتھ گہری توجہ اور پورے انہماک کے ساتھ اس تقریر کو سنا۔

صاحب صدر کا خطاب

محترم صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد اس اجلاس کے صدر محترم شیخ بشیر احمد صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی رحلت کے سانحہ کا ذکر کرتے ہوئے احباب سے خطاب فرمایا آپ نے فرمایا کل ایک شیریں مقال ہم میں موجود تھا آج جس سے ہم محروم ہیں۔ ہماری آنکھیں اسے دیکھنے کو ترستی ہیں مگر نہیں دیکھ سکتیں اور کان اس کی شیریں آواز کو سننا چاہتے ہیں مگر نہیں سن سکتے لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت پر راضی ہیں۔ اسی طرح ہمارے ایک اور پیارے وجود حضرت مولانا راجیکی صاحب بھی انتقال فرما گئے ہیں۔ جو زندہ خدا کی زندہ شہادت تھے۔ ان بزرگوں کی وفات ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو خدا نما وجود بنانے کی کوشش کرے۔ اگر ہم خدا نما وجود نہیں بنتے تو میں سچ کہتا ہوں کہ ہم نے احمدیت کو نہیں پہچانا۔

محترم شیخ صاحب کی تقریر کے بعد اس اجلاس کا اہم ترین حصہ شروع ہوا یعنی ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی روح پرور تقریر در مکنون کا ایک حصہ، اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بصیرت افروز تقریر بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء کا ایک حصہ سنایا گیا۔ جب ان دونوں بزرگوں کی آوازیں اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ سنائی دیں تو رقّت و گداز کی ایک ایسی حالت طاری ہوگئی جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور قلوب درد و اخلاص کے ساتھ دعاؤں میں مصروف تھے۔

ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے یہ ایمان افروز تقاریر سننے کے بعد اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوگیا

دوسرا اجلاس

ظہر اور عصر کی باجماعت نمازوں کی ادائیگی کے بعد دو بجے بعد دوپہر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اُس وقت نہایت درجہ وسیع و عریض جلسہ گاہ سامعین سے اس طرح پُر تھی کہ فی الواقعہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی بہت سے احباب نے تو جلسہ گاہ میں جگہ نہ ہونے کے باعث باہر کھڑے ہوکر ہی افتتاحی اجلاس میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم جناب حافظ شفیق احمد صاحب نے کی از اں بعد محترم جناب ثاقب زیروی نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی

جماعت احمدیہ کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

پہلے نمبر پر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد نے "جماعت احمدیہ کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ" کے موضوع پر بہت مدلّل اور ایمان افروز تقریر فرمائی۔ اس میں آپ نے مخالفین کی طرف سے پھیلائی جانے والی متعدد غلط فہمیوں کا تجزیہ کرکے ان کا ایسے دلنشین اور مؤثر انداز میں ازالہ فرمایا کہ جو سامعین کے لئے بہت ازدیاد علم اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوا۔

بیرونی ممالک سے موصول ہونیوالے برقی پیغامات

محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی پُر زور تقریر کے بعد مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پاکستان اور بیرونی ممالک کے ان احباب کے نام پڑھ کر سنائے جنہوں نے تاروں کے ذریعہ حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے درخواست کی تھی کہ اس مبارک موقع پر دعاؤں میں انہیں بھی یاد رکھا جائے۔ ان میں پاکستان کے دور دراز علاقوں کے علاوہ یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کی مختلف ممالک کی جماعتہائے احمدیہ کے احباب شامل تھے اسی مضمون کے تار حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر اور محترم سید داؤد احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ کے نام بھی موصول ہوئے تھے۔ ان کی تفصیل مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد و نائب افسر جلسہ گاہ نے پڑھ کر سنائی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا خطاب

بعدہٗ افتتاحی اجلاس کے صدر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے احباب سے خطاب کرتے ہوئے رسالہ الفرقان کی خریداری بڑھانے کے متعلق تحریک فرمائی۔ آپ نے فرمایا ماہنامہ "الفرقان" بڑا ہی دلچسپ اور مفید اور علمی مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کے خریدار بنیں۔ اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ اسی طرح الفرقان کا ایک ضخیم شمارہ "درویشان قادیان نمبر" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ یہ نمبر بھی بڑا ہی دلچسپ اور مفید ہے۔ اسی طرح مکتبہ الفرقان کی طرف سے "مباحثہ مصر" کا انگریزی ترجمہ بھی کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوست ان مطبوعات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

ازاں بعد حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا اس سال ہمیں بہت سے صدمے اٹھانے پڑے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہے اس میں شک نہیں یہ صدمہ اور بعض دوسرے صدمے بہت عظیم نوعیت کے ہیں لیکن ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ہم ایک ایسی جماعت ہیں جو نوع انسانی کے لئے پیدا نہیں کی گئی ہم وہ جماعت ہیں کہ ہم میں سے کوئی نہیں مرتا ہم وہ ہیں جو خدا کی راہ میں ہر روز نہیں بلکہ ہر آن ہزار ہا موتیں اپنے لئے قبول کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جو شخص میری راہ میں ایک موت قبول کرتا ہے اُسے مُردہ مت کہو۔ پس جو لوگ خدا کی راہ میں ہر آن اور ہر لمحہ ایک نہیں بلکہ ہزاروں موتیں قبول کرتے ہیں انہیں مردہ کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے وہ مرنے کے بعد بھی یقیناً زندہ ہی ہوتے ہیں پس ہم میں سے جو بھی فوت ہوتا ہے وہ مرنے کے بعد بھی یقیناً زندہ ہی ہوتا ہے وہ ایک ایسا ترکہ چھوڑ کر جاتا ہے جو قیامت تک کے لئے مشعل راہ کا کام دے رہا ہوتا ہے اور اپنے اس ترکہ کی وجہ سے وہ وفات یافتہ ہونے کے باوجود زندہ ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد ان کی بیسیوں کتب اور بیشمار قیمتی مضامین ایک زندہ مشعل کے طور پر آج بھی ہم میں موجود ہیں اور اپنی اس زندہ مشعل کی وجہ سے آپ زندہ ہی ہیں ہمیں چاہیئے کہ ہم ان بیش قیمت کتب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ اور اس طرح آپ کی برکات کو اپنے اندر جاری رکھیں

تقریر جاری رکھتے ہوئے حضرت صاحبزادہ موصوف نے فرمایا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات کو جاری و ساری رکھنے کے لئے صدر انجمن نے ایک تجویز تیار کی ہے

جیسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمایا ہے اس تجویز کا دوسرا حصہ "قمر الانبیاء فنڈ" کے نام سے ایک علیحدہ فنڈ کھولا جائے گا۔ اس فنڈ میں سے طلباء کو وظائف دیئے جائیں گے۔ اور غرباء کے دکھ اور تکالیف دور کرنے کی کوشش کی جاتی رہے گی۔ اس طرح کوشش کی جائے گی کہ رفاہ عام اور خدمت خلق کے وہ کام جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ خود ذاتی دلچسپی اور کوشش سے انجام دیا کرتے تھے ان کا سلسلہ جماعت میں جاری رہے مجھے امید ہے کہ احباب اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں گے۔

اس پُر اثر خطاب کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے سورۃ اخلاص سورہ فلق اور سورہ الناس کی وہ دعائیہ تفسیر پڑھ کر سنائی۔ جو آپ نے خدائی تحریک کے ماتحت آج سے چند سال قبل تحریر فرمائی۔ اس طرح آپ نے اپنے اس پُر اثر خطاب کو درد و سوز اور جذب میں ڈوبی ہوئی دعاؤں پر ختم فرمایا۔ ان دعاؤں پر جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوئے ہزاروں ہزار احباب اپنے قلوب کی گہرائیوں سے آمین کہتے رہے۔ تمام جلسہ گاہ "آمین آمین" کی پُر کیف آوازوں سے گونجتی رہی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی پیغام

بعدہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور اختتامی پیغام پڑھ کر سنایا۔ جو حضور نے از راہ شفقت جلسہ میں شامل احباب کے نام ارسال فرمایا تھا (بدر کی گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے) احباب نے حضور کا یہ پیغام ہمہ تن گوش ہو کر گہری توجہ اور انہماک کے عالم میں سنا۔

اختتامی دعا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سنانے کے بعد اسی حال میں محترم شمس صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ یہ دعا جس میں ہزاروں ہزار احباب شدید سردی اور بوندا باندی میں کھلے میدان میں بیٹھے نہایت درجہ درد و سوز اور خشوع خضوع کے ساتھ غلبۂ اسلام اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی سے متعلق اپنی دلی تمنائیں اپنے قادر و توانا خدا کے حضور پیش کرنے میں مصروف تھے ایک خاص شان کی حامل تھی۔ اس دعا کے ذریعہ دلوں کی سب میل دھل کر صاف ہو گئے۔

دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے سب احباب کو بلند آواز سے السلام علیکم ورحمۃ

۲۔ اللہ وبرکاتہ کہا اور اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو احباب کو اپنے گھروں میں خیریت سے واپس لوٹنے کی اجازت ہے اس طرح ربوہ میں جماعت احمدیہ کا ۶۸ واں جلسہ سالانہ نہایت درجہ کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام

اعلان

مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم کے ترکہ کی تقسیم کے لئے ان کی اہلیہ کی طرف سے درخواست موصول ہوئی ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مرحوم کے ورثاء میں سے یا کسی دوسرے دوست کو ان سے کوئی لین دین کا معاملہ ہو تو وہ مہینہ کے اندر اندر دفتر نظامت قضاء قادیان کو مطلع کریں۔ تا تقسیم ترکہ کے وقت اسے بھی ملحوظ رکھا جائے۔

ناظم قضاء سلسلہ احمدیہ قادیان

درخواستہائے دعا

مکرم میاں احمد الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ گرہسائی پونچھ کشمیر نہایت مخلص احمدی ہیں ان کا گھر بار زن و فرزند تجہیز گذار رنگ اُگرل سا ہے۔ تبلیغ اسلام و احمدیت ان کا رات دن کا مشغلہ ہے۔ سارے علاقہ میں آنریری مبلغ کا کام کرتے ہیں۔ آجکل مخالفین اقرباء کے مظالم کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں۔ مخالف بار بار نقصان کرتے ہیں مگر ان کی طرف سے صبر اور دعا کی جاتی ہے۔ جملہ احباب جماعت و بزرگان و درویشان قادیان سے عاجزانہ استدعا ہے کہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی جملہ پریشانیوں کو دور کرے تا خدمت دین کا کام احسن رنگ میں کر سکیں۔

خاکسار حکیم محمد سعید مبلغ سلسلہ احمدیہ
حال قادیان

۲۔ چند دن سے میری بیوی صفیہ بیگم کی صحت اچھی نہیں۔ کھانسی وغیرہ کی زیادہ تکلیف ہے۔ لہٰذا اصحاب مسیح موعود علیہ السلام۔ درویشان قادیان اور احباب کرام سے گذارش ہے کہ وہ موصوفہ کی کامل صحت کے لئے دعا فرما کر بندہ کو مشکور فرمادیں۔

طالب دعا
احقر غلام قادر شرقی عفی عنہ
از سکندر آباد

۳۔ مکرم محمد اسمٰعیل شریف صاحب سوداگر شیموگہ ایک عرصہ سے بعارضہ کھانسی و دمہ بیمار چلے آرہے ہیں۔ علاج سے قدرے افاقہ ہو جاتا ہے لیکن کچھ دنوں بعد یہ بیماری شدت اختیار کر جاتی ہے۔ لہٰذا جملہ احباب سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ اور اس بیماری سے کلی طور پر شفا کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمود احمد عارف قادیان

هر صاحب استطاعت احباب
کو الفضل ربوہ کا خریدار
بننا چاہیئے۔

رمضان المبارک اور صدقہ و زکوٰۃ

رمضان شریف کا مبارک مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ یہ وہ مبارک ایام ہیں جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کس لیتے تھے اور دوسری عبادات کے علاوہ صدقہ و خیرات کی طرف اس قدر توجہ فرماتے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اس مہینہ میں آپ کا ہاتھ صدقہ و خیرات کے لئے تیز ہوا کی طرح چلتا تھا۔

سو احباب جماعت سے گذارش ہے کہ وہ اس برکتوں والے مہینہ میں دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ اور صدقات پر خاص زور دیں۔

زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب مسلمان کے لئے اسی طرح لازمی اور ضروری ہے۔ جس طرح کہ ہر مومن کے لئے نماز ادا کرنا۔ جو شخص ادائیگی زکوٰۃ میں کوتاہی کرتا ہے اسی طرح قابل مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک تارک نماز۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں نماز کا حکم دیا ہے وہاں ہی زکوٰۃ ادا کرنے کا تاکیدی ارشاد بھی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی امر مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر قسم کی فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے"۔

اسی طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں ارشاد فرمایا کہ

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ نے شک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنیکا شوق اس کے دل میں نہیں ہے۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا۔ اور اگر دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا۔ اور پوری دیانتداری کے ساتھ کرتا لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں!"

اُمید ہے کہ رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے جملہ صاحب نصاب دوست اس اہم فریضہ کی ادائیگی کر کے ان مبارک ایام کی برکات سے وافر حصہ پائیں گے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی ایک فریضہ ہے کہ دوسرے چندہ جات اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ اس سے قوم کے یتامیٰ و بیوگان اور غرباء کو وظائف دیئے جاتے ہیں اور ان کے گذارہ کا انتظام مرکز سے کیا جاتا ہے۔

جملہ عہدیداران مال کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے صاحب نصاب احباب سے جلد از جلد زکوٰۃ وصول کر کے مرکز میں بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی برکات سے صحیح رنگ میں مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ یا ارحم الراحمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

وفات

افسوس ہے کہ جماعت احمدیہ بنگال اڑیسہ کی ایک معمر احمدی خاتون اور خاکسار کی والدہ مسماۃ طیرا بی بی اہلیہ فاضل محمد صاحب ولہیرا قریب ۸۰ سال کی عمر میں مورخہ ۹ ر جنوری ۱۹۶۰ء کو وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ ایک بزرگ مخلص احمدی خاتون تھیں۔ ان کے شوہر فاضل محمد صاحب باوجود ایک کٹر غیر احمدی ہونے کے احمدیت کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور آخر دم تک استقلال کے ساتھ قائم رہیں۔ مرحومہ کے چار لڑکے تھے جن میں سے اس وقت تین زندہ ہیں۔ مرحومہ بڑی ہی مہمان نواز تھیں۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ مولا کریم مرحومہ کو غفران و رحمت کرے اور جنت کے بلند ترین مقام میں جگہ نصیب کرے۔ آمین۔

خاکسار
محمد مکرم علی ولہیرا احمدی سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ
بنگال اڑیسہ

خبریں

نئی دہلی ۱۰ر جنوری پتہ چلا ہے کہ دہلی اور کراچی میں متعینہ امریکی سفیر اور برطانوی ہائی کمشنر فرقہ وارانہ فسادات روکنے کے لئے بھارت اور پاکستان میں وزارتی سطح پر جلد بات چیت کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ برطانوی ہائی کمشنر سر پال گور بوتھ اس بارے میں گذشتہ دنوں میں وزارت برائے کامن ویلتھ امور کے سیکرٹری شری جھا سے دو بار ملاقات کر چکے ہیں۔ امریکی سفیر مسٹر گالبریتھ نے بھی اس سلسلہ میں مرکزی وزیر داخلہ شری گلزاری لال نندہ سے ملاقات کی۔ اس سلسلہ میں کراچی میں برطانوی ہائی کمشنر اور امریکی سفیر پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر بھٹو سے مل چکے ہیں۔ وہ پاکستان کی وزارت خارجہ کے سیکرٹری مسٹر دہلوی سے بھی جلد ملاقات کرنے والے ہیں۔ پتہ چلا ہے کہ امریکی سفیر اور برطانوی ہائی کمشنر اب تک دونوں سرکاروں سے ہوئی بات چیت سے مطمئن ہیں۔ اور انہیں امید ہے کہ صدر ایوب کی اپیل کے متعلق راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن کے سمجھاؤ کا مناسب جواب دیں گے انہوں نے بھارت سرکار کے اس سمجھاؤ کو تسلیم کیا ہے کہ دونوں دیشوں کے وزراء داخلہ مغربی بنگال کے مکھیہ منتری اور مشرقی پاکستان کے گورنر کے ہمراہ متاثرہ علاقہ کا دورہ کریں گے۔

نئی دہلی ۱۰ر جنوری۔ پردھان منتری شری نہرو کی صحت کے بارے میں جو تازہ ترین طبی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے مطابق وہ ۲ ہفتہ سے بھی کم مدت کے اندر کام پر آ جائیں گے۔ وہ صرف سیکرٹریٹ میں ہی اپنے فرائض ادا کریں گے۔ پارلیمنٹ میں بھی شامل ہوں گے۔ اس سے ضروری طور پر کچھ اعصابی دباؤ پڑے گا۔ وہ خواہش رکھتے ہوئے بھی ۱۰ر فروری کو پارلیمنٹ کے بجٹ سیشن کے افتتاح کے موقعہ پر تو حاضر نہ ہو سکیں گے تاہم بعد ازاں وہ مختصر مدت کے لئے پارلیمنٹ میں بیٹھنے کے قابل ہو جائیں گے

نئی دہلی ۲۰ر جنوری۔ پتہ چلا ہے کہ مرکزی لیڈر اب میر قاسم اور شری ڈی۔ پی دھر کو کشمیر وزارت میں شامل کرنے کے متعلق غور کر رہے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ بخشی غلام محمد کے دوبارہ برسر اقتدار آنے یا شری جی۔ ایم صادق کے حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کا کوئی امکان نہیں۔ وزیر داخلہ شری نندہ اور ریاستی لیڈروں کے مابین دو روزہ بات چیت کے نتیجہ میں یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ مرکز شمس الدین وزارت کو برطرف کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ وزارت میں توسیع کر کے صورت حال کے تقاضے پورے کئے جاسکتے ہیں۔

قاہرہ ۲۰ر جنوری۔ قاہرہ کے روزنامہ الاخبار نے انکشاف کیا ہے کہ سعودی عرب کے حکمران شاہ سعود علاج کے لئے قاہرہ جائیں گے۔ انہیں معدہ کی بیماری ہے۔ کچھ عرصہ پہلے یونائیٹڈ عرب ری پبلک اور سعودی عرب میں تعلقات بڑے کشیدہ رہے ہیں۔ مگر اب دریائے جارڈن کا رخ بدلنے سے اسرائیلی منصوبہ کے پیش نظر تمام عرب ممالک متحد ہو گئے ہیں۔ اور اب دوستانہ تعلقات کی بحالی کی وجہ سے ہی شاہ سعود علاج معالجہ کے لئے قاہرہ آ رہے ہیں۔

امرتسر ۱۰ر جنوری۔ پنجاب سرکار نے نوجوانوں کو ہوائی جہازوں کی تربیت دینے کے لئے ۲۷ لاکھ روپیہ کے خرچ سے صوبہ میں سات ہوائی کلبیں قائم کرنے کی سکیم منظور کی ہے۔ ایسی کلبیں پٹیالہ۔ جالندھر اور امرتسر میں جاری ہو چکی ہیں۔ جبکہ حصار کرنال۔ لدھیانہ اور چنڈی گڑھ میں ایسی کلبیں جلد قائم ہو جائیں گی۔ اس امر کا انکشاف کل پنجاب سرکار کے ہوائی تربیت کے مشیر شری [illegible] سنگھ نے امرتسر ہوائی کلب میں کیا۔ یہ کلب یہاں سے سات میل دور راجہ سانسی ہوائی اڈہ میں یکم اگست ۱۹۶۳ء سے جاری کی گئی تھی۔ پنجاب سرکار کی طرف سے ہوائی تربیت حاصل کرنے والے نوجوانوں کو ۵۰ روپیہ ماہانہ وظیفہ دے کر ان کلبوں میں تربیت دی جاتی ہے۔ اس سکیم کے مطابق امرتسر کلب میں ۷۰ نوجوانوں کو تربیت دی جائے گی۔ نیز یہاں این سی سی کے ۲۰۰ کیڈٹوں کو ٹریننگ دی جائے گی۔ جن میں سے ۲۵ زیر تربیت ہیں۔

قاہرہ ۲۰ر جنوری۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ عرب ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس نے جس کا پانچ روزہ سیشن ختم ہو چکا ہے اسلحہ سازی کے بجٹ کے طور پر ۱/۲ ۱ کروڑ پونڈ منظور کیا ہے۔ کویت ۵۰ لاکھ پونڈ۔ سعودی عرب ۴۰ لاکھ پونڈ اور متحدہ عرب ری پبلک ۲۰ لاکھ پونڈ ادا کرے گی۔ جنرل علی عامر کو متحدہ عرب کمان کا کمانڈر مقرر کیا گیا ہے۔ اس بجٹ سے ان ممالک کی فوجی تیاریوں میں مدد دی جائے گی۔ جو کہ اسرائیل کے ارد گرد واقع ہیں۔

لاہور ۲۰ر جنوری۔ پاکستانی اخبارات کا بیان ہے کہ اس سال لاہور میں بسنت پر پچھلے ہفتہ سے جو پتنگ بازی جاری تھی۔ اس پر لاکھوں روپے خرچ ہوئے بعض دکانوں پر روزانہ ایک ایک ہزار روپے کی ڈور فروخت ہوئی۔ اور فلمی سٹوڈیوں میں فلمی ستاروں کے درمیان پتنگ بازی کے مقابلے ہوئے۔

نئی دہلی ۲۰ر جنوری۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کا بیان ہے کہ وزیر اعظم پردھان منتری اپنی وزارت میں توسیع اور بعض محکموں کی تقسیم میں ردو بدل کرنے میں غور کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس ہفتے با قاعدہ اعلان متوقع ہے شری لال بہادر شاستری گزشتہ اگست میں کامراج پلان کے تحت مستعفی ہوئے تھے۔ اب ان کا دوبارہ وزیر بننا یقینی ہے۔ لیکن سردست معلوم نہیں ہو سکا کہ انہیں کونسا عہدہ دیا جائے گا۔ کانگرس کے سابق صدر شری سنجیوا ریڈی کا وزیر بننا بھی یقینی ہے۔ آثار بتاتے ہیں کہ انہیں سٹیل کا محکمہ دیا جائے گا۔ اور شری جی ایل نندہ کو سپلائی منسٹر بنایا جائے گا آجکل ہوم منسٹر شری گلزاری لال نندہ کے پاس لیبر اور روزگار کے محکمے بھی ہیں۔ تاہم لیبر اور سپلائی کے وزیر شری جے ایل ہتھی بھی آن کا ہاتھ بٹاتے ہیں نئی تقسیم کے تحت شری سنجیوا اور شری ہتھی کو لیبر اور سپلائی کا الگ الگ انچارج بنایا جائے گا آجکل الاٹمنٹ اور نشر و اشاعت کا محکمہ عارضی طور پر شری ستیہ نارائن سنہا کے پاس ہے۔ انہیں اس محکمہ کا مستقل انچارج بنا دیا جائے گا۔

نئے سال کا پروگرام

(نظارت دعوت و تبلیغ قادیان)

احباب جماعت! نیا سال نئی امنگوں اور نئے ولولوں کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ آپ کی خدمت میں نئے سال کا پروگرام پیش کر کے اس بات کی توقع کی گئی ہے۔ کہ اس کو کامیاب بنانے کے لئے احباب کرام اور عہدیداران جماعت پوری پوری کوشش وسعی کریں۔ جس طرح ہر شخص اپنے دنیوی کاموں کے لئے پروگرام بناتا اور اس کو کامیاب کرنے کی جدوجہد کرتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ جذبہ کے ساتھ دینی امور کے پروگرام کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ سو احباب جماعت اس دینی پروگرام کو بھی اپنے لائحہ عمل میں شامل کر کے اس کو کامیاب بنائیں۔ پروگرام حسب ذیل ہے۔

یوم مصلح موعود	۲۰ر فروری ۱۹۶۴ء
یوم مسیح موعود	۲۳ر مارچ "
یوم پیشوایان مذاہب	۲۱ر اپریل "
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	جولائی ۱۹۶۴ء
یوم التبلیغ	۲۵ر اکتوبر "

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

رمضان شریف میں فدیۃ الصیام و انفاق مال

از محترم مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان

رمضان شریف میں روزے کی فرضیت اسی طرح ہے جس طرح باقی ارکانِ اسلام۔ البتہ جو مرد یا عورت بیمار ہو اور ڈاکٹر نے روزہ رکھنا منع کیا ہو یا کوئی بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے معذور ہو تو اسے شریعت نے فدیہ دینے کی سہولت دی ہے۔

فدیہ یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو رمضان شریف کے مہینہ میں اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلایا۔ لیکن یہ صورت بھی جائز ہے کہ کھانے کا انتظام کر دیا جاتے۔

سو جو دوست پسند کریں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزے رکھوا دیئے جائیں وہ فدیۃ الصیام کی رقم قادیان میں ارسال فرمائیں اس طرح ان کی طرف سے فرض کی ادائیگی ہو جائے گی اور غریب درویشوں کی امداد بھی ہو جائے گی۔

انفاق مال:-

فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں ہر مومن کو اپنی توفیق کے مطابق صدقہ و خیرات پر زور دینا چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رمضان شریف میں نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زیادہ سخاوت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ سو اس طریق کو بھی دوست عملی جامہ پہنانے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالے سب کو توفیق دے۔ آمین۔